Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

ریویو آف ریلیجنز

رسالہ اردو

نمبر ۳ | ۵ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء | ۴ شوال المعظم سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۲۹

ایڈیٹر:- محمد ظہور الدین اکمل

قادیان

مقام اشاعت

قادیان دار الامان

پنجاب

ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

چندہ سالانہ ہندوستان میں ... اور ہندوستان سے باہر ... مستحق طلباء اور غیر احمدیوں سے اڑھائی روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	
شذرات	۸۱ / ۸۸	
انجیلی تعلیمات (۹)	۸۹ / ۱۰۳	ماخوذ مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل
عربی لغات	۱۰۴	
آیت استخلاف و مسیح موعودؑ	۱۰۵ / ۱۰۸	المرسل
ہمارا ہادی	۱۱۱ / ۱۱۲	ماخوذ
ندائے ایمان	۱۱۳ / ۱۱۵	اشتہار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ
بنی اسرائیل اور مصر کی وراثت	۱۱۶ / ۱۲۶	مرزا کبیر الدین احمد صاحب لکھنؤ

اپنے ناظرین سے

بھائی صاحبان! میں ہر رسالے میں آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ دی جائے۔ تا یہ رسالہ اپنا خرچ آپ چلا سکے۔ مگر آپ کی توجہ ادھر مبذول نہیں ہوتی۔ ایک سو سے زائد اصحاب ایسے ہیں۔ جن کے ذمے جولائی ۱۹۲۹ء یا اس سے پہلے کا بقایا چلا آتا تھا۔ فروری تک رسالہ باقاعدہ بھجوا کر دی پی انکاری آنے پر ناچار ان کے نام سے رسالہ بند کر دیا ہے بعض کے ذمے تو دو سال کا بقایا چلا آتا تھا۔ اب اس نقصان کو ہمارے خوش معاملہ خریدار ہی پورا کرینگے ورنہ رسالہ کی خریداری جو پہلے ہی بہت کم ہے اس میں سے ایک سو خریدار اور کم ہو گیا ✣

برادران! رسالہ میں کارآمد علمی مضامین شائع ہوتے ہیں رسالہ ٹھیک وقت پر بلاناغہ بھجوایا جاتا ہے کیا سال کے بعد ہمارا یہ حق بھی نہیں کہ اس کا چندہ جو بحساب ماہوار کے حساب سے تین روپے ہوتا ہے آپ خوشدلی سے ادا کر دیں۔ اور چند دوست ایسے میدان عمل میں آئیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اس کے خریدار دس ہزار تک اگر نہ پہنچا سکیں تو کم از کم اسے اس قابل تو کر دیں کہ اپنا خرچ آپ چلا سکے ✣

مینیجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جو سؤر کا گوشت اور مکروہ چیزیں اور چوہا کھاتے ہیں۔ وہ سب کے سب فنا ہو جائینگے۔

خداوند فرماتا ہے" یسعیاہ ۶۶/۱۷

مگر افسوس! اور صد افسوس!! عیسائیوں نے سؤر کھانا بھی شروع کر دیا۔ اور نہ سمجھا۔ کہ اس کا گوشت کھانے سے اُنہیں کسقدر نقصانات پہنچ سکتے ہیں ✣

خنزیر کی عادات (۱) سؤر سخت غلیظ جانور ہے۔ گندے محبت رکھتا ہے۔ غلاظت کھاتا ہے۔ پاک و صاف جگہ رکھنے میں لاکھ کوشش کرو۔ وہ پھر گندی دلدل میں جا گھستا ہے۔ چنانچہ اناجیل میں ایک مثل بیان کی گئی ہے جس سے سؤر کی اس عادت کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے۔ وہاں لکھا ہے:۔

"کتا اپنی قے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور نہلائی ہوئی سؤرنی دلدل میں لوٹنے کی طرف" ۲ پطرس ۲/۲۲

غرضیکہ یہ نجاست خور اور نجاست پسند جانور ہے ✣

(۲) اسی طرح یہ بہت شہوت پرست جانور ہے۔ اسکا گوشت قوائے شہوانیہ کو برانگیختہ کرتا ہے ✣

(۳) علاوہ ازیں اِس کا گوشت کھانے سے مختلف اقسام کے امراض بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کدو دانے اور ہیضہ کی ایک خاص قسم جسے "ہاگ کالرا" کہتے ہیں ✣

(۴) سؤر بڑا حریص جانور ہے۔ اور نیز بے غیرت اور دیوث بھی ہوتا ہے ✣

(۵) سؤر میں ایک خاص عادت پائی جاتی ہے۔ جو دنیا کے کسی حیوان میں نہیں پائی جاتی۔ یعنی اس میں ایک اخلاقی نقص ہے۔ اور وہ یہ کہ نر کے ساتھ ملتا ہے ✣

پس اس لئے کہ سؤر گندگی کا عاشق۔ بے حیا۔ حملے میں ناعاقبت اندیش اور جانوروں میں ایک ہی ایسا ہے۔ جو نر سے ملاپ کا مرتکب ہو۔ اور اسلئے کہ اسکے گوشت سے مختلف اقسام کے امراض کا ظہور ہوتا ہے۔ اِسلام نے قطعی طور پر اسے حرام فرما دیا۔ مگر اناجیل اربعہ و خطوط الرسل میں ایک بھی ایسی آیت نہیں۔ جس سے سؤر کی حُرمت کیا۔ کراہت تک بھی ثابت ہوتی ہو ✣

غرض شریعتِ اسلامی نے تو سؤر کا گوشت کھانا اسلئے حرام ٹھیرایا تھا۔ کہ اسکے کھانے سے انسان میں شہوت اور تہوّر کا مادہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ بالخاصیت حیا کی قوت کو کم کرتا اور دیوثی کو بڑھاتا ہے۔ مگر مسیحیوں نے یہ اور ہیچ قسم دیگر ناجائز اور ناپاک چیزیں بلا دریغ استعمال کرنی شروع کر دیں اور کہا کہ کوئی بھی چیز حرام نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ بوجہ حرام چیزوں کے کھانے کے وہ خود بھی ناپاک ہو گئے۔ اور اُنکے اعلیٰ اور پاکیزہ اخلاق پر ایک قسم کی موت وارد ہو گئی۔ کیونکہ مقدس کتب میں باری تعالیٰ کا یہ ارشاد موجود ہے۔ کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"تم پاک اور ناپاک چوپایوں میں۔ اور ناپاک اور پاک پرندوں میں فرق کرو۔ اور تم چرندوں اور پرندوں اور کسی قسم کی چیز کے سبب سے جو زمین پر رینگتی ہے جنکو میں نے تمہارے لئے ناپاک کیا ہے۔ اپنے تئیں ناپاک نہ کرو۔ اور میرے مقدس لوگ ہو جاؤ۔ کہ میں خداوند قدوس ہوں" احبار ۲۰/۲۵

پس جب ناپاک چوپایوں اور ناپاک پرندوں اور پاک چوپایوں اور پاک پرندوں کو بالکل ایک جیسا قرار دے دیا گیا۔ اور ہر قسم کا گوشت اور ہر قسم کا کھانا اپنے لئے روا سمجھ لیا گیا۔ تو کیا نتیجہ نکلا۔ ان حرام چیزوں نے انکے اعلیٰ خلاق کو بھی تہ و بالا کر ڈالا۔ اور بعض میں وہ کچھ پیدا کر دیا۔ جس کا ذکر بھی باعثِ شرم ہے۔

پس اسلام اور عیسائیت میں یہ ایک عظیم الشان فرق ہے۔ اور یہ تعلیم بالصّراحت ظاہر کر رہی ہے۔ کہ عیسائی مذہب اپنی تعلیمات میں سخت ناقص اور کمزور مذہب ہے۔ جو بجائے روحانیت میں انسان کو ترقی دینے کے اُسکو مٹانے اور کمزور کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ مگر ہاں اسلام اور قرآن اپنی تمام تعلیموں میں دوسرے تمام مذاہب پر اور عیسائیت پر بالخصوص ایسی فوقیت رکھتا ہے۔ کہ اُس کا مقابلہ کرنے کی کسی ایک الہامی کتاب میں بھی طاقت موجود نہیں ÷

شریعت کی بے حُرمتی ایک اور انجیلی تعلیم جس نے عیسائیوں کے اندر لامذہبیت کی رَو جاری کر کے اُنکو خدائی احکام سے بے توجہ کر دیا ہے۔ یہ ہے کہ شریعت کی انسانوں کو کوئی ضرورت نہیں بلکہ نعوذ باللہ وہ ایک لعنت ہے جس سے انسانوں کو دُور رہنا چاہیئے۔ مگر غور کر کے دیکھو۔ جب تمام انسان اُس شریعت کو جسے خدا نے صرف اسلئے اُتارا تھا۔ کہ تا اُسکے بندے اُن بتلائے ہوئے راستوں پر چل کر اُس کے پاس پہنچ سکیں۔ اور اُسکے چہرۂ تاباں کی جھلک سے وہ اپنے ارمانوں کو پورا کر سکیں۔ اس کو لعنت کا بوجھ تصوّر کر لیں۔ تو کیونکر خدا اُنہیں ملیگا اور کس طرح اُن کی پیدائیش کا مقصد پورا ہوگا۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ انسان صرف اس لئے اِس عالم میں ظاہر ہُوا ہے۔ کہ تا اُسے خدائی قدرتوں اور اُسکی لاانتہا اور وراء الورا ہستی کا علم اور قرب حاصل ہو۔ اُس کا عشق اسکی غذا ہو۔ اُس کا ذکر اس کا کلام ہو۔ اُسکی یاد اِسکی واحد دلی تمنّا ہو۔ جب اسی لئے اور صرف اسی مقصد کے لئے وہ اِس دنیا میں پیدا کیا گیا۔ اور جبکہ خدا نے اپنے بندوں کی صرف اسی تڑپ کو پورا کرنے کے لئے آسمان سے متعدّد صحیفے اور احکامِ شرع نازل فرمائے۔ تو وہ مذہب جو شریعت کو لعنت قرار دے۔ جو اعمالِ صالحہ کی بجا آوری سے انسان کو غافل کر دے۔ وہ کیونکر سچّا اور درست مذہب سمجھا جا سکتا ہے۔ اور کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُس نے مذہبی مقاصد اپنی اشاعت سے پورے کر دیئے۔ غرض مسیحیّت یہ تعلیم دیتی ہے کہ:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) "شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اُسکے حضور راستباز نہیں ٹھیریگا" رومیوں ۳/۲۰

(۲) "انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے راستباز ٹھیرتا ہے" رومیوں ۳/۲۸

(۳) "آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھیراتا ہے" گلتیوں ۲/۱۶

(۴) "جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں۔ وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں" گلتیوں ۳/۱۰

(۵) "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اُس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا" گلتیوں ۳/۱۳

(۶) "اُس (یسوع) نے اپنے جسم کے ذریعے سے دشمنی۔ یعنی وہ شریعت جسکے حکم ضابطوں کے طور پر تھے موقوف کر دی" افیوں ۲/۱۵

(۷) "راستبازی اگر شریعت کے وسیلے سے ملتی۔ تو مسیح کا مرنا عبث ہوتا" گلتیوں ۲/۲۱

(۸) "ایمان کے آنے سے پیشتر شریعت کی ماتحتی میں ہماری نگہبانی ہوتی تھی اور اُس ایمان کے آنے تک جو ظاہر ہونے والا تھا۔ ہم اُسی کے پابند رہے۔ پس شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہمارا اُستاد بنی۔ تاکہ ہم ایمان کے سبب راستباز ٹھیریں۔ مگر جب ایمان آچکا۔ تو ہم اُستاد کے ماتحت نہ رہے" گلتیوں ۳/۲۳ تا ۲۶

گویا خدائی احکام سے آزادی حاصل کرنے کے لئے شریعت کو عبث قرار دیا گیا۔ اور بے گناہ مسیح کو گناہ میں ملوّث کرکے من مانی کارروائیوں کو جامۂ عمل پہنانے کی ایک راہ نکال لی گئی۔ آہ افسوس! تعلیم ایسی۔ اور فخر یہ کرنا کہ ہماری تعلیمات تمام مذاہب کی تعلیموں سے افضل ہیں۔ کس قدر عجیب اور برعکس دعویٰ ہے +

قرآن کی نصیحت اب غور کرو۔ مسیحیت نے تو یہ تعلیم دی تھی۔ کہ شریعت نعوذ باللہ لعنت ہے۔ مگر اسلام ہمیں یہ تعلیم سکھاتا ہے کہ شریعت سے روگردانی کرنا لعنت ہے۔ وہ بار بار کہتا ہے کہ صرف ایمان تمہارے کام نہیں آئیگا۔ بلکہ اعمالِ صالحہ کرو۔ اور اپنے ایمان کے پھل دکھاؤ۔ مُنہ کے دعووں سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ عملی کارروائیوں اور اعمال کی جانچ کے بعد اگر کوئی امتحان میں کامیاب اُترے تو تب وہ خدائی لقا کا مرتبہ حاصل کرتا ہے +

خدا فرماتا ہے۔ یہود کو ہم نے شریعت دی تھی۔ انہوں نے عمل نہ کیا۔ خدا نے ان کی عقلیں سلب کرلیں۔ اور اُن کے دماغوں کو کُند کر دیا۔ وہ گدھے سے مشابہ قرار دیئے گئے۔ پس السلام نہ ہو۔ کہ تم بھی شریعت کو عبث قرار دیکر خدا کے حضور گدھے قرار دیئے جاؤ +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام جا بجا عملوا الصّٰلحٰت کی شرط لگاتا ہے۔ اسلام ایک مکمل شریعت اُتار کر کہتا ہے
الیوم اکملتُ لکم دینکم و اتممتُ علیکم نعمتی و رضیتُ لکم الاسلام دینا۔
یعنی اے مسلمانو! تم اب خوش ہو جاؤ۔ کہ آج ہم نے تمہارے لئے ایک کامل دین اور جامع شرع
نازل فرما دی ہے۔ تم اس پر ہمیشہ عمل کرو۔ اور اس طرح میرا قرب اور میری رضا حاصل کرو +

غرض اسلام ایمان اور اعمال دونو کو جزوِ لاینفک قرار دیتا ہے۔ اگر ایمان ہے مگر عمل نہیں۔ تب بھی بیکار۔ اور اگر عمل ہے مگر ایمان نہیں۔ تب بھی نامقبول۔ دونو کو اکٹھا ملانے کے بعد ایک تیسرا نتیجہ خدا کی رضا کا انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ جو انسانی پیدائش کا مقصدِ واحد ہے پس اسلام شریعت کی پابندی ازحد ضروری قرار دیتا ہے۔ مگر مسیحیت اُسے لعنت قرار دے کر لوگوں کو لامذہبیّت اور اِباحت کے گڑھوں میں گرا رہی ہے۔ کیونکہ جب احکامِ شرعی سے اِنسان غفلت کریگا۔ تو یقیناً آہستہ آہستہ وہ خدا کی بجائے شیطان کی طرف رجوع کرتا جائیگا۔ مگر شریعت کی پابندی سے انسانی اخلاق عادات اطوار اور روحانیت میں ایسا نمایاں تغیّر پیدا ہو جاتا ہے کہ انسان دنیا کے لئے باعثِ امن اور اپنی قوم کے لئے باعثِ برکت اور خود اپنی ذات کے لئے باعثِ نجات بن جاتا ہے۔ اور اسی لئے شریعت کی پابندی کرنا از حد لازمی امر ہے۔ یہاں تک کہ ہماری ہر حرکت اور ہمارا ہر سکون کامل طور پر شریعتِ اسلام کے ماتحت گذرنا چاہیئے۔ مگر مسیحیّت نے جو سکھایا۔ وہ افسوس بہت بُرا سکھایا۔ کاش کہ لوگ سمجھیں اور دیکھیں۔ کہ اسلام اور مسیحیّت میں کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ اگر غور کریں تو اُنہیں نور اور ظلمت۔ زمین اور آسمان۔ مشرق اور مغرب۔ زندہ اور مُردے کا فرق اِن دونو میں دکھائی دے۔ اور اُنہیں نظر آجائے۔ کہ صرف اسلام ہی حق ہے اور بجز اسلام باقی تمام مذاہب باطل اور جھوٹ کے پتلے ہیں + و اٰخرُ دعوٰنا ان الحمدُ للّٰہِ ربّ العٰلمین +

خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل۔ قادیان دارالامان

عربی لُغات جدید

ہمیں یہ معلوم کر کے نہایت خوشی ہوئی۔ کہ ہمارے ایک فاضل پروفیسر مولوی محمد جی صاحب نے عربی لُغات تیار کی ہے یہ کتاب تقریباً ایک ہزار صفحہ ہوگی۔ نمونہ حسب ذیل ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تَابَ ـُ تَوْبَةً و تَوْبًا و تَابَةً و مَتَابًا اِلَى اللّٰهِ ÷ گناہ چھوڑ کر خدا کی طرف لوٹنا = توبہ کرنا۔ عمدہ طریق سے گناہ چھوڑنا۔

ـــ اللّٰهُ اِلَيْهِ ÷ اللہ نے اسکی توبہ منظور کرلی۔

ـــ عَلَيْهِ ÷ معاف کرنا۔ مہربانی سے متوجہ ہونا (خدا)

اِسْتَتَابَ ÷ توبہ کرنیکی ترغیب دینا۔

تَائِبٌ ÷ توبہ کرنیوالا۔ توبہ قبول کرنیوالا۔

تَوَّابٌ ÷ بہت توبہ کرنیوالا (آدمی) بہت معاف کرنیوالا۔ رجوع برحمت ہونیوالا (خدا)

تُوْتٌ ÷ توت کا درخت یا پھل۔ قبطی سال کا پہلا مہینہ مطابق ستمبر۔

تُوتُ العِلِّيْقِ ÷ جنگلی توت۔

تُوْتِيَا وَ تُوتِيَاءُ ÷ سرمہ۔ خاردار سمندری۔ سیپی۔ زنک سلفیٹ جو سرمہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

تُوتِيَا مَعْدَنِيَّةٌ ÷ جست۔ سرمہ۔

تَاجَ ـُ تَوْجًا ÷ تاج پہننا۔

تَوَّجَ ÷ تاج پہنانا۔

تَتَوَّجَ ÷ تاج پہننا۔

تَائِجٌ و مُتَوَّجٌ ÷ تاج پہننے والا۔

تَاجٌ ج تِيجَانٌ ÷ تاج۔ پگڑی۔

تُوجٌ و تُوْنَجٌ ÷ کانسی۔

تَاحَ ـُ تَوْحًا له ÷ تیار ہونا۔ واقع ہونا (حادثہ)

تَاخَ ـُ تَوْخًا ÷ نرم چیز میں دھس جانا (انگلی)

تُوْدَرِی۔ تُوْدُرِی ÷ ایک دوائی کا نام۔

تَادَ ـُ تَوْدًا ÷ بہنا۔

اَتَادَ اِتَادَةً ÷ بار بار دہرانا۔

ـــ اِلَی ÷ توجہ سے دیکھنا۔ غور سے دیکھنا۔

تَوْدٌ ÷ ایک قسم کا چھوٹا برتن۔ کٹورہ۔

تَارَةٌ ج تَارَاتٌ و تِيَرٌ ÷ ایک بار یا وقت۔ بار بار۔

تَوْرَاةٌ و تَوْرِيَةٌ ÷ حضرت موسیٰؑ کی کتاب۔

تَاعَ ـُ تَوْعًا ÷ روٹی ڈبونا (گھی میں)

تَيُّوعٌ ÷ ہر ایک پودا جس کے کاٹنے پر دودھ نکلے۔

تَافَ ـُ تَوْفًا ÷ دھندلی ہونا (نظر)

تَافَةٌ و تُوْفَةٌ ÷ عیب۔ قصور۔ گناہ۔

تَاقَ ـُ تَوْقًا و تُؤُوقًا و تَوَقَانًا و تِيَاقَةً اِلَی ÷ شائق ہونا۔ جلدی کرنا۔

ـــ عَيْنُهُ بِالدُّمُوعِ ÷ اسکی آنکھ نے آنسو بہائے۔

ـــ بِنَفْسِهِ ÷ حالت نزع میں ہونا۔

تَتَوَّقَ ÷ شوق ظاہر کرنا۔

تَائِقٌ و تَوَّاقٌ ÷ سرگرم۔ شائق۔

تَالَ ـُ تَوْلًا ÷ جادوگری کرنا۔

تُوْلَةٌ ج تُوَلَاتٌ ÷ مصیبت۔ تکان۔ افسوس

تِوَلَةٌ ÷ جادوگری وغیرہ۔

تُوْمَةٌ ج تُوَمٌ و تُوَمٌ ÷ چاندی کا موتی۔ بالی۔ شتر مرغ کا انڈا۔ مالا۔ موتی۔

اُمُّ تُوْمَةٍ ÷ سیپ۔

مُتَوَّمٌ ÷ مالا پہنا ہوا۔

تُوْمٌ ÷ تھوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیت استخلاف اور مسیح موعود علیہ السلام

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم میں تدبّر کرنے سے مفصّلۂ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

(۱) خلیفہ بنانا ایک وعدہ الٰہی متضمن بشارت نامتناہی ہے۔

(۲) خلیفہ کی متابعت موجب تمکین دینٌ مرتضیٰ۔ امن بعد الخوف ہے اور انکار موجب فسق ہے۔

(۳) استخلاف کا الیٰ یوم القیٰمۃ مسلسل رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ آیۃ یَسْتَخْلِفَنَّ مضارع استمراری ہے۔

(۴) چونکہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کیلئے وعدہ استخلاف ہے اس لئے ضروری ہے کہ خلیفہ کا ایمان اور عمل صالح سب سے اعلیٰ درجے عین الیقین حق الیقین کے مرتبہ پر ہو

(۵) چونکہ وہ خلیفۃ النبی ہے اس لئے دین کامل بے نقصان سے نہ تو بڑھ کر کوئی عمل اپنے لئے یا ارادتمندوں کے لئے اختیار کرے اور نہ ایمانیات و اعمال منصوصہ کتاب و سُنّت سے کچھ کم کرے۔

(۶) خلیفہ صاحب نسبت ہو یعنی کمالات باطن اسکو حاصل ہوں۔ کیونکہ صرف خلافت سلطنت اور علوم ظاہرہ تو بادشاہوں اور عالموں کو بھی حاصل ہیں۔

(۷) عبادت الٰہیہ میں۔ تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے لئے وہی طریق اختیار رکھے جو قرآن و سُنّت میں ہے۔ ورنہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے کوئی معنی نہیں رہینگے۔ یعنی اگر نماز میں خضوع و خشوع اور تدبّر فی القرآن کے ماسوا معمولات مشائخ سے کام لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ دین اسلام تعلیم کمالات انسانی میں ناقص ہے۔

(۸) اگر خلیفۂ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پہلی اُمتوں یا انبیاء سابقین سے کوئی شخص ہو سکتا ہے تو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کو مِنْکُمْ سے مقید کرنا کیا فائدہ دیتا ہے اور صحیح حدیث میں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کیوں ہے۔ اگر یہ معنی ہیں۔ کہ مسیحؑ ابن مریم کے نزول کے وقت تمہارا امام غیر مسیحؑ تم میں سے ہوگا چنانچہ اکثر لوگوں کا یہی عقیدہ ہے تو لازم آتا ہے کہ اس امام یعنی مہدیؑ کا رتبہ مسیحؑ سے بڑھ کر ہو۔ اور نزول مسیحؑ لغو ٹھیرے۔ کیونکہ وہ امامت کا مستحق بھی نہیں۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شریعت محمدیؐ پر عملدرآمد کرتے سے منکم کا مصداق بناتے ہو تو اس کا جواب سُنئے۔

(۹) ایمان اور عمل صالح کرنے سے پہلے ہی خلیفہ بنا دینا۔ کہاں تک انصاف ہے۔ اتباع شریعت محمدیؐ تو ابھی آکر کرینگے۔ اور مستحق خلافت پہلے ہی؟ قید منکم سے ظاہر ہے کہ وہ استخلاف الٰہی اہل اسلام سے ہے جو اصلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلم یعنی اُمّت محمدیہ اور صحابہ کرام یا انکی جنس سے ہوں۔ کیونکہ اٰمَنُوْا اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جملہ فعلیہ میں تجدید ایمان پر دلالت کرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا ایمان اور عمل صالح تو پہلے کا ہے۔ اور اب تو یہ حکم ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ اور اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ نیز وہ مصداق اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے ہیں اور مِنْكُمْ کے مخاطب نہ انبیائے سابقین ہیں اور نہ یہود و نصاریٰ سابقین۔ چنانچہ اسی بنا پر الائمۃ من قریش کا امر ہوا اور اسی واسطے انصار کا قول مِنَّا خَلِیْفَةٌ (ومنکم خلیفۃ) نامنظور ہوا۔ یا بوجہ کہ قریش خاندان نبوّت تھا اور وہ مِنْكُمْ کے مخاطبین تھے۔ جیسے اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے صرف بنی اسرائیل مقصود ہیں نہ کہ عام مومنین (علیٰ احتمال) اور خلیفہ میں ظل نبوت کا ہونا نہایت ضروری اور روحانی تعلّقات کے علاوہ جسمانی تعلّقات بھی لابدی ہیں۔ تاکہ خلافت کا کامل مفہوم خلیفہ میں موجود ہو اور یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی خاندان نبوّت سے مادری نسبت متحقق ہے۔ گو بوجہ شابہت مسیح ناصریؑ نسبت پدری ناموجود ہے۔ نیز کَمَا حرف تشبیہ ہے۔ اور تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ کا جدا جدا ہونا ضروری ہے۔ پس اُمّت محمدیہ جو مشبہ ہے۔ اسکا اپنے مشبہ بہ سے ماسوا ہونا ضروری ہے۔

نیز مِنْ قَبْلِهِمْ کا لفظ بھی اس مطلب پر روشنی ڈالتا ہے۔ یعنی مِنْ قَبْلِهِمْ کا عہد خلافت بوجہ قبلیت گذر چکا۔ اور استخلاف کے لفظ میں بھی اس امر کا لطیف اشارہ ہے کہ پہلے انبیاء اس اُمّت کے خلیفے نہیں ہو سکتے کیونکہ خَلَف اسکا سلَف کی ضد ہے۔ نیز مِنکم کے مخاطبین بقرینہ من قبلھم وہی لوگ ہیں جو ان سے بعد پیدا ہونیوالے ہیں۔ نیز دُعائے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ سے یہ واضح ہے کہ اگلے انبیاءؑ کی برکات کے وارث اُمّت محمدیہ کے افراد ہوں۔ نہ یہ کہ وہی منعم علیہ گروہ پھر واپس آجائے۔ صِرَاط سے مراد صرف راہ نہیں ورنہ یہ دُعا لغو جائیگی۔ جبکہ نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ بھی یہ دُعا روز صد بار مانگتے تھے کیا وہ راہ راست پر نہ تھے۔ اس سے مراد وہ برکات و انعامات تھے جو انبیاء سلف پر ہوئے۔

(۱۰) اب یہ امر دریافت کرنا چاہیئے۔ کہ استخلاف ہمیشہ کے لئے ہے یا صرف چند سالہ جیسے بعض کا مذہب ہے۔ سو جب ہم وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پر نظر کرتے ہیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وعدہ مومنین عاملین صالحات سے ہے۔ اور وہ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ رہینگے۔ پس استخلاف کے وعدہ کا ایفا مرّۃً بعد اخریٰ اِلَی الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ہوتا رہیگا۔ نیز کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ وہ استخلاف صرف ان لوگوں پر ہی منحصر نہ تھا۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب تھے۔ بلکہ صدیوں تک جاری رہا تھا۔ پس اس استخلاف موعود کا صرف صحابہ کرامؓ پر منحصر رکھنا مقتضائے تشبیہ کے بر خلاف ہے بآنکہ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ صیغہ مضارع بھی استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ نیز اگر وعدہ صرف صحابہ کرام سے ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اَلَّذِیْنَ نَصَرُوْا النَّبِیَّ یا اَلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا۔ ایسا لفظ ہوتا۔ نیز اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ نزول عیسیٰ بھی صحابہ کرام ہی میں ہو۔ جیسے کہ فرمایا کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اب چاہیئے کہ فِیْکُمْ اور اَنْتُمْ کے مخاطب بھی صحابہؓ ہی ہوں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

(۱۱) اب ہم یہ سوچتے ہیں کہ خلیفہ کیسا ہونا چاہیئے۔ سو یہ تو ثابت ہے کہ موعود وہی لوگ ہیں جنہوں نے ایمان اور عمل صالح کی تجدید کی ہے۔ اور تجدید میں اشارہ ہے کہ وہ لوگ اپنے اختیار سے از روئے محبت ایمان لائے۔ اور ایمان کو حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچا کر سب ہی اعمال صالح بجا لائے۔ کیونکہ الصّٰلِحٰت جمع محلی بلام استغراق ہے۔

نیز انکا ایمان اور عمل صالح ثابت اور راسخ الوجود ہو۔ بایں دلیل کہ اٰمَنُوْا۔ اور عَمِلُوْا صیغہ فعل ماضی ہے۔ جس سے ثابت شدہ امر کا پتہ لگتا ہے۔ نیز اَلَّذِیْنَ کے معرفہ ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ ان لوگوں سے ہوتا ہے جو کہ ایمان اور اعمال صالحہ میں معروف بین الناس ہوں۔ نیز یَسْتَخْلِفَنَّ باب استفعال سے ہے جسکا خاصہ طلب فعل ہے۔ اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ خداوند کریم خلیفہ بنانے کی طلب اور محبت کرتا ہے۔ پس خلیفہ خدا کا محبوب بھی ہونا چاہیئے۔ اور محبوب سے ہمکلامی ضروری۔ نیز استخلاف کا مادہ خَلَفَ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خلف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو جسے ہندی میں سپوت کہتے ہیں یعنی ظل النبی ہو اور جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت یوم الدین کے مظہر تھے (چنانچہ آپ کے حق میں نازل ہوا۔ رحمۃ للعٰلمین اور بالمؤمنین۔ رؤف رحیم اور جیسے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کی تربیت کی۔ اور ثابت ہوا کہ وہ رب العالمین ہے۔ اور جیسے انپر اپنی تمام نعمتیں ختم کیں۔ بغیر عمل عامل کے اور ظاہر ہوا کہ وہ رحمٰن ہے۔ اور جیسے ان کو اپنی خاص رحمت سے روح القدس سے بھرپور کیا۔ اور ان کو قلوب مطمئنہ دیئے۔ اور انپر سکینہ نازل کی اور جیسے انکو مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن کا نمونہ۔ مومنین کو خلافت وغیرہ دیکر اور کافرین کو ہلاک کر کے دکھایا ویسا ... ہی نہایت ضروری تھا۔ بحکم وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ (اسکے لئے ہیں یہ صفات اوّل میں بھی اور آخر میں بھی) کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ اور اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کو بھی یہ نمونہ دکھایا جائے چنانچہ اسوقت بھی فیض ربوبیت و رحمانیت کو دنیا کے اعتبار ہی سے دیکھو کہ کسقدر اسباب جدیدہ اور وسائل مفیدہ پیدا ہو گئے ہیں۔ اور کیا کیا صنعتیں و عجائبات ہویدا ہوئے ہیں جنکی نظیر پہلے زمانے میں نہیں ملتی۔ اور دین میں بھی اسی طرح علوم روحانیہ کی اشاعت کے ذرائع آسان ہو گئے ہیں۔ اور جب تاریکی نہایت کو پہنچ گئی اور مصداق وَاللَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ہوئی تو رحمانیت نے جوش میں آکر وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ کا جلوہ دکھلایا۔ نیز لفظ حَمْد مصدر مسند الی الفاعل و الی المفعول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو تو طرح ہے۔ پس ایک جلوہ محمدیت کا پہلے دکھلایا۔ تو ایک اب آخر زمانے میں بھی احمدیت کا دکھایا۔
ہاں تو میں دور چلا گیا۔ بات تو یہ تھی کہ خلیفہ ظل النبی ہو۔ اور سپوت ہو۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ
مِّنْ رِّجَالِكُمْ حقیقی طور پر کسی کے فرزند ہونے سے انکار کرتا ہے۔ مگر وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ
خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں حرف استدراک اس وہم کو مٹاتا ہے۔ پس خلیفہ بالکل بے تعلق یا کوئی مستقل
نبی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ضرور رسالت محمدی کا فرزند اور فیض یافتہ ہونا چاہیئے۔ تا کہ استخلاف
کا لفظ اس پر ٹھیک طور سے صادق آئے۔ اب ذکی العقل آدمی پر مخفی نہیں رہ سکتا کہ مسیح علیہ السلام
جو کہ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں داخل ہیں۔ وہ کسی طرح خلیفہ محمدی نہیں بن سکتے۔ کیونکہ انہوں نے
کتاب و حکمت یعنی صرف تورات و انجیل ہی کی تعلیم پائی تھی۔ اور بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ نہ کہ
کل جہان کے۔ نیز وہ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے بھی پورے پورے مصداق نہیں بنے۔ کیونکہ انہوں نے
سلطنت نہیں کی۔ جس میں باوجود قدرت۔ انتقام نہ لینے والے اخلاق فاضلہ ان سے ظہور میں آتے۔
پس موعود لہم میں بھی وہ داخل نہیں ہو سکتے۔ اور لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کے سین استفعال میں بھی یہ اشارہ
ہے کہ خلیفہ میں جملہ مومنین عاملین بالصالحات کوئی بعض ہوگا۔ کیونکہ مطلوب من المومنین ہے نہ کہ
سب کے سب۔

(۱۲) اور ل تاکیدی جو کہ من وجہ کلمہ علیحدہ ہے۔ عدد ثلثین (۳۰) یعنی تیس پر دال ہے۔ جو کہ زمانہ خلافت اولیٰ ہے۔
گویا اسمیں یہ پیشگوئی تھی کہ زمانہ خلفائے اربعہ ۳۰ سال ہوگا۔ اور پورا کلمہ لیستخلفنھم (۱۳۰۵) اپنے اعداد سے اس امر
پر دلالت کرتا ہے کہ زمانہ خلافت کاملہ جو اپنے انتہائی نقطہ پر پہنچنے والا ہے ۱۳۰۵ھ ہجری ہوگا یعنی چودھویں صدی
کے شروع میں جو خلیفہ ہوگا وہ خاتم الخلفاء اور تمام خلفاء کے کمالات کا جمع کرنیوالا ہوگا۔ اور اسی کے
سن پیدائش کے بارے میں مکاشفات کی یہ پیشگوئی ہے۔ دیکھو ۱۲ باب۔ اور ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا
ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند (بدر) اسکے پاؤں تلے اور اسکے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تھا۔
اور وہ حاملہ تھی اور وہ عورت بیابان میں جہاں اسکی جگہ ہے۔ جو خدا نے تیار کی تھی بھاگ گئی تا کہ وہاں ایک ہزار
دو سو ساٹھ دن تک پرورش کریں +

عورت سے مراد اسلام ہے۔ شمس حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور چاند جو بدن کے دوسرے حصہ پر بتلایا
گیا ہے۔ وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور بارہ ستارے درمیانی بارہ خلفاء ہیں اَللّٰهُ اَكْبَرُ
کیا عمدہ تشبیہ ہے۔ جو حرف بحرف پوری نکلی۔ الہامی کتابوں میں ایک دن ایک سال کے برابر بھی ہوتا ہے۔ پس
۱۲۶۰ھ ہجری کے قریب ہی سن ولادت مسیح موعودؑ ہے۔ گویا اسلام نے ۱۲۶۰ سال کے بعد مرزا غلام احمدؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیانی سا فرزند نبی ظاہر کیا ؎

پھر لکھا ہے کہ "ساتویں فرشتے نے پھونکا۔ اور آسمان پر بڑی آوازیں یہ کہتی ہوئی سُنائی دیں۔ کہ دنیا کی بادشاہتیں ہمارے خداوند اور اُسکے مسیح کی ہوگئیں" مکاشفات ۱۱/۱۵ یہ ساتویں فرشتے کا نفخ صور ساتویں ہزار کے سر پر ہے۔ جبکہ مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ظاہر ہوئے۔ پھر لکھا ہے "اور مَیں نے اسکے دہنے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا ایک کتاب دیکھی جو اندر باہر لکھی ہوئی۔ اور سات مُہروں سے بند تھی۔ اور مَیں نے ایک زور آور فرشتے کو دیکھا۔ کہ بلند آواز سے یہ مُنادی کرتا تھا کہ کون اس لائق ہے کہ اس کتاب کو کھولے۔ اور اسکی مُہریں توڑے" آخر مسیحؑ نے اس مُہروں والی کتاب کو کھولا۔ اسمیں ایک توجیہ یہ بھی ہے۔ کہ الحمد شریف جسکی سات آیات ہیں۔ اسکی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ نے ہی کی ہے جسکے سربستہ راز صرف آپؑ ہی کے ہاتھوں پر کُھلے۔ اور آپؑ نے ہی اس سے وہ وہ نکات بیان کیئے جو آجتک کسی کے فہم و خیال میں بھی نہ آئے۔ اور کیوں آتے جبکہ یہ اعجاز مسیحؑ ہی سے خاص تھا ؎

اور ارض کا لفظ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ۱۳۰۰ سال یعنی بَعْدَ قُرُوْنٍ ثَلٰثَةٍ مَشْهُوْدٌ لَهَا بِالْخَيْرِ جو قرن شروع ہوگا۔ یعنی تین سو اور ایکہزار کے بعد اسکے اندر تمام خلافتیں خداوند کریم ظلّی طور پر جمع کردیگا لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ یعنی اللہ تمام خلافتوں کو جمع کریگا۔ ارض ۱۳۰۰ ہجری ہیں ؎

الارض میں اشارہ اس زمانہ کا بھی ہے۔ جس میں ارضی امور کا غلبہ ہوگا۔ یعنی زمانہ یاجوج ماجوج وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ۔ اور مکاشفات یوحنا میں بھی لکھا ہے کہ "جب ہزار سال ہو چکینگے تو شیطان اپنی قید سے چھوٹیگا۔ اور نکلیگا تا کہ ان قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں فریب دے" (مکاشفات ۲۰/۷) یہ ہزار سال اگرہم بعد زمانہ حضرت خاتم النبیینؐ گنیں تو یہی زمانہ بنتا ہے کیونکہ تین سو سال تک خیر القرون رہا۔ بعد اسکے ہزار سال۔ اس صورت میں اس درندے جانور کے سات سروں سے مراد سات صدیاں ہونگی۔ جن میں سے اخیر پر جناب رسالتمآبؐ ظاہر ہوئے اور دس سینگوں سے مراد ان کے زمانہ کے بعد کی دس صدیاں۔ یعنی یہ زمانہ۔ جسمیں اس درندے (شیطان) کے سر پر زخم کاری لگاہے۔ اور وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ میں العشار میں عشر کا مادہ انہی دس صدیوں کی طرف مشیر ہے۔ جسکے معطل ہونے پر یہ آیت شاہد ہے۔ گویا خیر القرون کے بعد جس دَابَّةُ الْأَرْضِ (اونٹنی) کو منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے سواری بنایا جاتا تھا۔ وہ اب کسی کام کی نہیں رہی۔ سات سروں سے مراد اگر سات ہزار لیں اور دس سینگوں سے مراد اس ہزار کی دس صدیاں تو بھی مطلب ٹھیک ہے کہ اس ہزار میں شیطان کا سر کچلا جائیگا اور وہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ جو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الرَّجِیۡمِ کے لفظ رجیم یعنی مقتول میں ہے۔ اگر ہم مکاشفات کی عبارت ”پر اسکا زخم چنگا کیا گیا“ پر غور کریں تو یہ توجیہ ٹھیک ہے کہ دس سینگ اور دس تاج ۱۰×۱۰=۱۰۰۔ اور سات سر گویا سات سو پر حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہوئے اسوقت درندے کو زخم لگا۔ مگر پھر اس نے سنبھال لیا اور حسب عبارت مکاشفات ۱۳/۵ بارہ سو ساٹھ دن تک اسے لڑائی کرنے کا اختیار بخشا گیا۔ یعنی سنہ ۱۲۶۰ھ کے قریب تک پھر مسیح موعودؑ پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے حسب عبارت مکاشفات ۲۰/۱ اس اژدہے کو جو پرانا سانپ ہے یعنی ابلیس اور شیطان کو پکڑا۔ اور ہزار برس جکڑ رکھا۔ گویا تیرہ سو سے ہزار برس بعد تک یعنی تئیس ۲۳ سو سال تک پھر مکاشفات ۲۰/۷ کے مطابق جب ہزار سال ہو چکیں گے شیطان اپنی قید سے چھوٹے گا کہ یاجوج و ماجوج کو فریب دے۔ اور یہ بھی لکھا ہے ”بعد اسکے چاہیئے کہ تھوڑی مدت تک چھوٹا رہے“ اسکی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے۔ کہ عہد نبوت حضرت ختم الرسلؐ تئیس سال تھا۔ اور ہر سال ایک صدی کے مقابل ہے۔ پس یاجوج کو فریب دینا بالکل قیامت کے قریب ہوگا۔ جبکہ تھوڑی مدت رہ جائیگی جسکی تعداد کم از کم ایک صدی تو ہو سکتی ہے وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ وَعِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ؕ

(۱۳) لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ کا ھُمۡ جسکے عدد ۴۵ ہیں۔ یہ خاتم الخلافت کے سنین خلافت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ کتاب دانیال علیہ السلام سے بھی یہی ظاہر ہے کہ ۱۲۹۰ سے ۱۳۳۵ تک انتظار کرنا ہوگا۔ اور حدیث شریف میں بھی مسیح موعودؑ کی مدت ٹھیرنے کی ۴۵ سال لکھی ہے ؀

(۱۴) اور جیسے لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ کا لام علیحدہ ہے گو حکماً جزو کلمہ ہے ایسا ہی ھُمۡ علیحدہ ہے اور صرف تعلق مفعولیت رکھتا ہے اسمیں یہ اشارہ ہے کہ خلافت اولیٰ کا اتصال روحانی جسمانی ہر دو وجہ سے اپنے اصل سے ہے اور خاتم الخلافت کا تعلق روحانی اور پورا پورا ہے (کیونکہ ھُمۡ ضمیر جمیع موعود لَھُمۡ کی طرف پھرتی ہے۔ گویا خلیفہ آخرین جامع جمیع کمالات سابقہ کا اور پورا بروز احمدؐ کا ہوگا ؀

(۱۵) خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کو فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ اور حصر کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ بھی رد کرتا ہے اور مَا الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ بھی انکے خاتم الخلفاء بنی اسرائیل ہونے پر شاہد ہے۔

(۱۶) اگر مِنۡ قَبۡلِھِمۡ سے تمام انبیاء سابقین مراد لئے جائیں تو بھی تشبیہ ٹھیک ہے۔ حضرت ابراہیمؑ سے بھی یہ سلسلہ تشبیہ درست ہے جیسا کہ وعدہ تھا۔ دیکھو پیدائش باب ۱۷/۱۸ اسماعیل کے حق میں۔ ”میں نے تیری سُنی۔ دیکھ میں اسے برکت دونگا۔ اور اسے بہت بڑھاؤنگا۔ اور اس کے بارہ سردار پیدا ہونگے۔ چنانچہ انہیں میں سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے پھر بارہ خلفاء ہوئے۔ پھر لکھتا ہے۔ لیکن میں اسحٰق سے ××× اپنا عہد قائم کرونگا۔ چنانچہ

اور انہیں میں حضرت مسیح موعودؑ پیدا ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا ہادی اغیار کی نظر میں

(۱)

جسوقت ساری دنیا میں جہالت کی گھٹا چھائی ہوئی تھی اسوقت ماہ اپریل ۵۷۱ء میں (حضرت) محمد صاحب (صلعم) نے مکہ میں جنم لیا۔ آپ بچپن ہی سے بہت نیک تھے۔ جب جوان ہوئے تو مکہ والوں نے آپ کو "الامین" کہنا شروع کیا۔ آپ بہت منکسر المزاج تھے اور رحمدل تھے۔ آپ اپاہجوں کا کام کر دیتے تھے۔ جب وقت آیا آپنے سچے دین کا پرچار کیا۔ محمد صاحب کی ذات سے جو فیض دنیا کو پہنچے انکے لئے آپ کا بلا تمام دنیا کو شکر گذار ہونا چاہیئے۔ کون کون سی تکلیفیں ہیں جو اس بزرگ نے سچائی کا پرچار کرنے میں نہیں اُٹھائیں اور کیا کیا مصیبتیں ہیں جو آپنے برداشت نہیں کیں۔ تنگدل اور تعصّب رکھنے والے لوگ حضرت محمد صاحب کی نسبت کچھ ہی کہیں۔ لیکن جو لوگ انصاف دل میں رکھتے ہیں۔ وہ کبھی آپ کی بُرائی نہیں کر سکتے ÷ (شردھے پرکاش دیو)

(۲)

سوامی سیتہ دھاری صاحب جو ہندوستان کے فاضل محقق ہیں اور جنہوں نے کئی سال تک مختلف مذاہب کے متعلق تحقیقات کی ہے اپنی دلچسپ تصنیف رسالہ بحر نبوت مطبوعہ ۱۹۱۶ء میں لکھتے ہیں: "پیشوائے دین اسلام حضرت محمد صاحب کی زندگی دنیا کو بے شمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے۔ آپ کی ہر ایک حیثیت دنیا کے لئے سبق آموز ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنیوالا دل ہو (بحر نبوت صفحہ ۵۶)

(۳)

برطانیہ کے جلیل القدر محقق اور مشہور و معروف فاضل ادیب مسٹر طامس کارلائل اپنی تصنیف "ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" میں لکھتے ہیں: "صاف شفاف قلب اور پاکیزہ رُوح رکھنے والے محمد صلعم دنیوی ہوا و ہوس سے بالکل بے لوث تھے۔ انکے خیالات نہایت متبرک اور انکے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے وہ ایک سرگرم اور پُرجوش ریفارمر تھے۔ جنکو خدا نے گمراہوں کی ہدایت کیلئے مقرر کیا تھا ایسے شخص کا کلام خود خدا کی آواز ہے محمد صلعم انتھک کوشش کے ساتھ حقانیت کی اشاعت کی اور زندگی کے آخر لمحہ تک اپنے مقدس مشن کی تبلیغ جاری رکھی۔ دنیا کے ہر حصے میں اُنکے متبعین بکثرت موجود ہیں اور اس میں شک نہیں کہ محمد صلعم کی صداقت کامیاب ہوئی ÷

(۴)

سر ولیم میور صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ جو ایک جلیل القدر فاضل و مصنّف بھی تھے۔ اپنی کتاب "سوانح عمری (حضرت) محمد" میں لکھتے ہیں کہ "(حضرت) (محمد صلعم) نہایت منصف اور رحم دل تھے آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دشمنوں سے بھی حسن سلوک سے پیش آتے تھے آپ کے ابنائے وطن نے جس طرح آپ کے حقوق کے خلاف سرکشی کی وہ ایک ظالم حکمران کیلئے کافی ہو سکتی تھی کہ وہ ان سب کو تباہ و برباد کر دیتا۔ لیکن محمد صلعم نے سب کو عام معافی دیدی اور تمام گذشتہ مظالم پر خاک ڈال دی۔ آپ کا تحمل اخلاق انسانی کا ایک حیرت انگیز کارنامہ تھا ؟

جن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ محمد صلعم کے خاندان کے لوگ تھے جو آپ کی پرائیویٹ زندگی سے کامل آگاہی رکھتے تھے۔ اس امر سے حضرت محمد صلعم کی صداقت پر روشنی پڑتی ہے۔ مجھے اس امر کے تسلیم کرنے میں بالکل تامل نہیں ہے کہ اسلام میں پرہیزگاری خداترسی ایسی کامل درجہ پر ہے جو دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں پائی جاتی میں یہ بھی مانتا ہوں کہ اخلاق انسانی کی ترقی کا باعث صرف اسلام ہی ہوا ہے

(۵)

انگلستان کے نامور مصنف مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب "محمد کے متعلق معذرت" میں لکھتے ہیں "حضرت محمد صلعم کی صداقت اور انکے خلوص کا پکا ثبوت یہ ہے کہ سب سے پہلے جو ایمان لانیوالے ہیں وہ انکے گھر والے اور انکے اقارب ہیں یہ سب انکی خانگی زندگی اور تمام حالات سے بخوبی اور پورے پورے واقف تھے اگر انمیں صداقت اور حقانیت نہ ہوتی تو وہ ضرور اعتراضات و اختلافات کا طوفان برپا کر دیتے

(۶)

لفٹنٹ کرنیل سائکس اپنی "تاریخ عرب" میں لکھتے ہیں کہ "کوئی منصف مزاج شخص حضرت محمد صلعم کے حالات زندگی تحقیق کرنے کے بعد انکی اولوالعزمی اخلاقی جرأت خلوص نیت۔ سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کیئے بغیر نہیں رہ سکتا پھر ان ہی صفات کے ساتھ استقلال عزم اور معاملہ فہمی کی قابلیت کو نظر انداز نہیں کر سکتے یہ یقینی امر ہے کہ آپ نے اپنی سادگی۔ لطف و کرم۔ اور اپنے اخلاق کو بلا خیال مرتبہ قائم رکھا۔ علاوہ اسکے شروع سے آخر تک وہ اپنے آپکو ایک معمولی پیغمبر بتلاتے رہے حالانکہ وہ اس سے زیادہ دعویٰ کر کے اس میں کامیاب ہو سکتے تھے ؟

(۷)

فاضل محقق پروفیسر باسورتھ اسمتھ اپنی مشہور تصنیف "محمد اینڈ محمڈن" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر یہ پوچھا جائے کہ افریقہ بلکہ کل دنیا کو مسیحی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے تو جواب میں کہنا پڑیگا کہ اسلام نے! محمد صلعم کو اگر کہیں قریش ہجرت سے قبل قتل کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونو میں گمراہی پھیل جاتی۔ اگر آپ مبعوث نہ ہوتے تو انسان گمراہی کے اندھیرے میں بھٹکتے پھرتے۔ جب ہم محمد صلعم کے جملہ صفات اور تمام کارناموں پر انصاف کے ساتھ نظر ڈالتے ہیں تو انکی صداقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور آپ دنیا کے تمام رہبروں میں سب سے برتر ثابت ہوتے ہیں ؟

(۸)

امریکہ کے مشہور مورخ و مصنف مسٹر واشنگٹن ارونگ اپنی تصنیف "قامد اسلام" میں لکھتے ہیں کہ "آخری پیغمبر محمد صلعم نہایت سادہ مزاج تھے۔ بے مثل خلق تھے آپکے دماغی اوصاف غیر معمولی اور آپکی قوت متخیلہ اعلیٰ درجہ کی تھی آپ بہت تیز فہم تھے حافظہ بہت تیز تھا۔ طبیعت بہت انکسار پسند تھی۔ گفتگو نہایت سنجیدہ قلیل الالفاظ اور کثیر المعانی ہوتی تھی۔ بڑے پرہیزگار اور نیک تھے اور آپ اپنی موت کے وقت تک مذہبی سرگرمی اور گمراہوں کو ہدایت فرمانے میں مصروف رہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ندائے ایمان

اے بھائیو! آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ آج سے قریباً پچاس سال پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر دنیا کی اصلاح کا کام شروع کیا تھا۔ آپ اس امر سے ناواقف نہیں ہو سکتے۔ کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے اس بہادر نے اسلام کی خدمت کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ اس وقت کیا اپنے اور کیا پرائے سب کے سب اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تھے۔ حتّٰی کہ خود اس کے عزیز اور نہایت قریبی رشتہ دار تک اس کو تباہ اور برباد کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ اور اسے ثواب کا موجب اور رضائے الٰہی کا باعث خیال کرتے تھے۔ ہر ایک جو اس زمانہ کے حالات سے آگاہ ہے۔ بیان کرے گا۔ کہ اس وقت لوگوں کا یہی خیال تھا۔ کہ اگر مرزا غلام احمد صاحبؑ نے اپنے دعویٰ سے توبہ نہ کی۔ تو ان کی تباہی ایک قلیل عرصہ میں یقینی اور قطعی ہے۔ اور بہت تھے۔ جنہوں نے اپنے خیالوں سے آپ کی تباہی کے متعلق وقت کی تعیین بھی کر دی تھی۔ اور علی الاعلان لاف زنی کرتے تھے۔ کہ دو یا تین سال میں آپؑ کا نام و نشان تک مٹ جائیگا اور آپ کا دعویٰ ایک قِصّہ اور کہانی ہو جائیگا۔ یہ لاف زنیاں اگر منہ کی باتوں تک رہتیں۔ تب بھی بات تھی لیکن لوگوں نے اپنے ان دعووں کو پورا کرنے کے لئے عملاً بھی سارا زور لگایا۔ اور مخالفت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ وہ لوگ جو ایک مجلس میں بیٹھنا حرام سمجھتے تھے۔ آپ کی مخالفت میں سگے بھائیوں سے بھی زیادہ متحد نظر آنے لگے۔ اور جن مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے نظر آتے تھے۔ آپؑ کو نقصان پہنچانے کی خاطر ایک دوسرے کی پیٹھ ٹھونکنے والے بن گئے۔ زمین جَور اور ظلم سے بھر گئی۔ اور آسمان انسان کی تعدّی اور دست درازی کے قصّے دیکھ کر تاریک ہو گیا۔ اور تاریکی کے فرزندوں نے خیال کر لیا۔ کہ وہ اس شمع کو جسے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جلایا تھا بجھانے میں جلد کامیاب ہو جائینگے۔ لیکن باوجود تمام مذاہب کی متفقہ کوششوں کے اور حالات کی نامساعدت کے آپؑ ہر قسم کے گزند سے محفوظ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے قدم کو استوار اور مضبوط رکھا ٭

جس وقت آپؑ کے ہم قوموں اور ہم مذہبوں اور رشتہ داروں اور عزیزوں نے آپؑ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس وقت خدا تعالیٰ جو تمام وفاداروں سے بڑھ کر وفادار اور تمام دوستوں سے بڑھ کر دوست ہے آپؑ سے پہلے کی نسبت بھی زیادہ پیار کرنے لگا۔ اور اُس کی مصفّا وحی بارش کی طرح آپؑ پر نازل ہونے لگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس کے ذریعہ سے اس نے آپکے دل کو مضبوط کرنا شروع کیا۔ اور کہا۔ کہ جس طرح تُو میرے نام کے لئے تکلیف اُٹھا رہا ہے۔ اور بدنام کیا جا رہا ہے۔ اور لوگ تجھ سے دشمنی کر رہے ہیں۔ اور اپنے عزیز تجھے چھوڑ رہے ہیں اور کسی جرم کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ محض اس لئے کہ تُو اسلام کی عظمت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ تیری عزت پر حملے کیئے جاتے ہیں۔ اور تیری عیب جوئی کے لئے ہر ایک ناواجب ذریعہ اختیار کیا جاتا ہے۔ مَیں تیرے نام کو بلند کروں گا۔ اور ایک بڑی جماعت اسلام پر فِدا ہونے والوں کی تجھے دونگا۔ اور میرے فرشتے میری طرف سے درود اور سلام لیکر تجھ پر نازل ہونگے۔ اور ایک بڑی قوم تجھ سے پیدا ہو گی۔ اور آدمؑ کی طرح ایک نئی دنیا کا تُو باپ بنیگا۔ اور تیرے دشمن ذلیل اور خوار ہونگے۔ اور جِن جِن راہوں سے وہ تجھ پر حملہ کرینگے۔ انہی راہوں سے اور ان کے علاوہ اور ایسی راہوں سے بھی جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہونگی۔ انپر حملہ کرونگا۔ اور ان کے منصوبے ان کے مُنہ پر مارونگا۔ اور ایک یار وفادار کی طرح تیرے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو کر تیرے دشمنوں سے جنگ کرونگا۔ اور جو تجھ پر وار کریگا۔ مَیں اس پر وار کرونگا۔ لیکن وہ جو تیرا دوست اور ساتھی ہوگا۔ مَیں اُسے عزت دونگا۔ اور اسپر اپنا نور ڈالونگا۔ اور اپنی برکتوں سے اسے حصۂ وافر دونگا۔ اور اپنے دین کا علم اُسے عطا کرونگا۔ اور دین اسلام کا سپاہی اُسے بناؤنگا۔ اور ایسا ہو گا۔ کہ تیرا نام دنیا میں سورج اور چاند کی طرح چمکیگا۔ اور دن بدن تیرا اور تیری جماعت کا قدم ترقی کے زینہ پر بلند ہوتا چلا جائیگا +

جُوں جُوں یہ الہامات آپؑ کی طرف سے شائع ہوتے تھے مخالف اپنی مخالفت میں اور بھی بڑھتے چلے جاتے تھے۔ اور ہر طرح کوشاں تھے۔ کہ آپ کو جھوٹا ثابت کریں۔ لیکن خدا کی باتوں کو کون ٹال سکتا تھا باوجود ان سب مخالفانہ تدابیر کے جو آپکے مخالفوں نے آپکے خلاف استعمال کیں۔ آپؑ کی صداقت لوگوں پر ظاہر ہونی شروع ہوئی۔ اور رُوحانی مُردے آپکے ہاتھوں سے زندہ ہونے لگے۔ اور وہ جو پہلے بہرے تھے۔ اب سُننے لگے۔ اور جو پہلے اندھے تھے۔ اب دیکھنے لگے۔ اور جو پہلے رُوحانی کوڑھ میں مبتلا تھے۔ اب انکے جسم چاند کی طرح منوّر نظر آنے لگے۔ اور ایک یہاں سے اور ایک وہاں سے اور ایک قریب سے اور ایک دُور سے خدا کی قرناء کی آواز سُن کر دوڑ پڑا۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ بالکل اسی طرح جس طرح کہ قدیم سے خدا کے نبیوں سے ہوتا چلا آیا ہے۔ ایک جماعت اس خدا کے پہلوان کے گرد جمع ہو گئی۔ اور اسلام کا سپہ سالار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جاں نثار اپنے فدائیوں کے جھرمٹ میں ایک جوان و رعنا دولہا کی طرح اسلام کی حفاظت کیلئے آگے بڑھا۔ اور تم نے بھی دیکھا۔ اور باقی دنیا نے بھی دیکھ لیا۔ کہ وہی جسے کافر و زندیق کہا جاتا تھا۔ اسلام کا علمبردار ثابت ہُوا۔ اور وہی جسے اسلام کا دشمن کہا جاتا تھا۔ اسکی حفاظت واحد مہرہ نظر آیا۔ جب عالم کہلانے والے اور تصوّف کا دم بھرنے والے اپنی روٹیوں کی فکر میں اور اپنے آرام و آسائش کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جستجو میں تھے۔ وہ اور اس کے ساتھی اسلام کی فکر میں اور اسکے دشمنوں کے مقابلہ میں مشغول تھے۔ نہ معلوم اس نے اپنے پر ایمان لانیوالوں کے دلوں میں کیا جادو پھونک دیا تھا۔ کہ اسلام کی خدمت کے سوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بلند کرنیکے سوا انکو اور کسی بات میں مزا ہی نہیں آتا تھا۔ حتّٰی کہ وہ دن آگیا جب اسلام کو اسکی پوری شان کے ساتھ قائم کرکے اور اسکے جان نثاروں کی ایک جماعت بنا کر وہ خدا کا پیارا اپنے پیارے سے جا ملا۔ اور اُسکے دشمن جو اُسکی تباہی کی خوابیں دیکھ رہے تھے۔ مُنہ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔ مگر اب بھی ایک امید پر اُنکا سہارا تھا۔ اور وہ یہ کہ شائد اسکے مرنے کے بعد اسکا کام تباہ ہو جائیگا۔ اور اُسکی جماعت جو اسکی لسانی اور اسکی جادو بیانی سے بھی ایک فریب سے زیادہ حقیقت نہ رکھتا تھا۔ جسطرح ایک مضبوط درخت روز بروز جڑیں پکڑتا جاتا ہے اُس کی جماعت بھی مضبوط ہوتی جارہی ہے۔ اور آثار بتا رہے ہیں۔ کہ مضبوط ہوتی چلی جائیگی۔ اور اسلام کی محبت رکھنے والے دل اور اسکی نیکی چاہنے والے دماغ اس زمانہ کے موعود کی عقیدت کی مہمان نوازی کیلئے اپنے دروازے کھولدینگے۔ تاکہ اسلام کے غلبہ پانیکا زمانہ جلد سے جلد آئے۔ اور کفر ایک ناپاک چیز کی طرح دنیا سے اُٹھا کر پھینک دیا جائے*

مبارک ہیں وہ جو اس دن کے لانے میں پیشقدمی کریں۔ اور خدا کی آواز کو دوسروں سے پہلے قبول کریں پس اے بھائیو! اس اشتہار کے ذریعہ مَیں آپکو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ حق کو قبول کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے کیونکہ کیا معلوم ہے۔ کہ موت کب آجائیگی۔ اور ہمارے اعمال کے زمانہ کو ختم کردیگی۔ اور اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا۔ کہ آپ اس عظیم الشان کام کے متعلق آج اور کل ہی کرتے رہے۔ اور ایمان کا وقت گذر گیا۔ اور موت کی گھڑی آگئی۔ تو بتائیں کہ اسوقت کیا چارہ کار ہوگا۔ نہ پچھتانا کچھ مفید ہوگا۔ اور نہ گریہ وزاری کچھ نفع دیگی۔ آخر کونسی دلیل ہے۔ جسکے آپ منتظر ہیں۔ اور کونسا نشان ہے جسکی آپکو جستجو ہے۔ مسیح موعود کے متعلق جو کام بتلایا گیا تھا۔ وہ آپ کے ہاتھوں سے پورا ہو رہا ہے۔ اور اسلام ایک نئی زندگی پا رہا ہے۔ پس جلدی کریں اور مسیح موعود کو قبول کرکے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں*

لیکن اگر آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ابھی تک اس معاملہ پر غور ہی نہیں کیا۔ تو بھی مَیں آپکو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جلد تحقیق کی طرف متوجہ ہوں۔ اور مندرجہ طریقوں سے ایک کو اختیار کریں۔ (۱) جو سوالات آپکے نزدیک حل طلب ہوں۔ انہیں اپنے قریب کے احمدیوں کے سامنے پیش کرکے حل کرائیں (۲) اگر آپکے پاس کوئی احمدی جماعت نہ ہو۔ تو مجھے اپنے سوالوں سے اطلاع دیں۔ (۳) اپنے علاقہ میں جلسہ کرکے احمدی مبلغ منگوا کر خود بھی سلسلۂ احمدیہ کی صداقت کے دلائل سُنیں۔ اور دوسروں کو بھی اس کا موقعہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔ اور آپ کو اپنے نُور کے قبول کرنے کی توفیق عنایت فرمائے*

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی۔ امام جماعت احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنی اِسرائیل اور مصر کی وراثت

سوال یہ ہے۔ کہ آیت "ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃً ونجعلھم الوارثین۔ کے مطابق خدا نے بنی اسرائیل کو مصر کا کیے وارث و امام بنایا تواریخ سے شام میں تو بنی اسرائیل اس وعدہ کے مطابق ہو سکتے ہیں لیکن مصر کے وارث ثابت نہیں ہوتے"

الجواب از مرزا کبیر لکھنؤ — پہلے کچھ تاریخ یا تواریخ کے متعلق عرض ہے۔ کہ مدونات تاریخیہ کسی وحی کی بنا پر نہیں جو انہیں مصون عن الخطا اور ہر پہلو سے کالوحی قرار دیا جائے۔ حضرت موسیٰؑ کی پانچویں کتاب جو استثنا ہے اسکے آخری باب میں لکھا ہے کہ موسیٰؑ خدا کا بندہ موآب کی سرزمین میں جب توفی ہوا یعنی مرگیا اور اسکی قبر کو کوئی نہیں جانتا۔ اب غور فرمائیے گا۔ کہ ایک مذہبی کتاب کا شب و روز قوم کے ہاتھوں میں متداول طریق پر نسلاً بعد نسل اور اباً عن جدٍ پایا جانا۔ جب ایک طرف اس قوم کی مذہبی کتاب کو محفوظ نہیں رکھ سکا۔ اور دوسری طرف موسیٰؑ جیسا صاحبِ شریعت رسول جسکی شریعت اور اتباع کا سلسلہ دور تک کی نسلوں کی لمبی مدت تک مذہباً جاری رہتا تھا۔ اسکے قبر تک کے حالات اور اسکے اس سانحۂ الیمہ اور حادثۂ عظیمہ کی خبر تک کو اُلٹ کر جو موت جیسے مخصوصہ اور نہ بھولنے والے واقعات کی صورت میں وقوع پذیر ہوئے۔ محفوظ نہ رہ سکے تو بنی اسرائیل کی مصر کی امامت اور وراثت کے حالات بوجہ محفوظ نہ رہنے کے تواریخ کے صفحات میں مذکور نہ ہوں تو عدم علم ہے عدم شے کا لازم آنا ضروری نہیں اسی طرح مدونات تاریخیہ جو قرون اولیٰ کے حالات پر مشتمل ہیں وقائع نگار کے لئے ان سے شیعہ۔ سُنّی۔ اور خوارج کی مختلف اور متضاد اور متخالف روایات کی بنا پر کس قدر مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے اور ایسی صورت میں صحت روایات کے معیار کی صحت کا مسئلہ کیا مشکل نظر آتا ہے۔ بجز اسکے کہ قرآن اور حدیث صحیح راہنمائی کرے۔ پھر تاریخ کے لحاظ سے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ جناب مسیحؑ چالیس کروڑ سے بھی زیادہ کے معبود تھے۔ لیکن واقعہ صلیب کے بعد کی زندگی کا مسئلہ اب تک ایسا لاینحل رہا کہ یہود اور نصاریٰ مسیحؑ کی اس زندگی کے حالات کا علم رکھنے سے جو کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں گذری پھر اسی حالت میں موت ہوئی اب تک بے نصیب اور خالی صفر الیدین ہیں۔ بالآخر خدا کی مدد سے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے کہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رب ادنني من الارض المقدسة رمية حجر ولو كنت ثمّ لاريتكم قبره عند الكثيب الاحمر قریباً یہی الفاظ ہیں ؎

اسی طرح مسیح محمدی نے مسیح اسرائیلی کی قبر کا پتہ اور کھوج بتایا کہ وہ بموجب آیت وآوینٰھما الی ربوۃٍ ذات قرار ومعین سری نگر کشمیر میں ہے 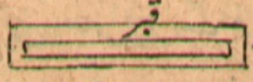 پس وہ مسئلہ جو موسیٰ اور مسیح موسوی کی موت اور قبر کے متعلق تھا اور مدونات تاریخیہ کے صفحات میں مفقود تھا اس کا مدتہائے دراز کے بعد پتہ کس طرح سے لگا۔ کہ اب تک عام لوگ پرانے غلط خیالات کی وجہ سے اس سچی اور کمیاب حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے طیار نہیں۔ لیکن موسیٰ کی قبر کا پتہ موسیٰ کے بعد بیسویں صدی میں جس طرح مثیل موسیٰ کے ذریعہ معلوم ہوا اسی طرح مسیح موسوی کے بعد بیسویں صدی میں مثیل مسیح کے ذریعہ مسیح موسوی کی قبر کا پتہ لگا۔ اب قرآن و حدیث اور کلام نبوی تو شاہد ناطق کی حیثیت سے بتا رہے ہیں کہ حضرت مسیح مر چکے لیکن تفاسیر اور تواریخ والے آسمان سے ابھی تک اترنے دیتے ہی نہیں ؎

میرے خیال میں علم شئے عدم سے کے لزوم کے ضروری نہ ہونے کے متعلق آپ کافی سے زیادہ سن چکے اب آیئے اور غور فرمایئے مصر کی وراثت اور امامت کے مسئلہ پر کہ وہ بنی اسرائیل کو حسب وعدہ ملا یا نہیں اسکے متعلق قرآن کریم کی رو سے تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہاں بنی اسرائیل کو یہ امامت اور وراثت ملی ثبوت کیلئے ملاحظہ ہوں آیات ذیل (۱) فاغرقناھم فی الیم بانھم کذبوا بایٰتنا وکانوا عنھا غافلین واورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربھا التی بارکنا فیھا وتمّت کلمۃ ربک الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل بما صبروا۔ سورہ اعراف پ ۹ رکوع ۱۶/۶ –

(۲) فاغرقنٰہ ومن معہ جمیعاً وقلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض (سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵ آخری رکوع)

(۳) فاتبعھم فرعون بجنودہ فغشیھم من الیم ما غشیھم واضلّ فرعون قومہ وما ھدیٰ یابنی اسرائیل قد انجینٰکم من عدوکم وواعدنٰکم جانب الطور الایمن ونزّلنا علیکم المنّ والسلوٰی (سورہ طٰہٰ پ ۱۶ رکوع ۴/۱۳)

(۴) فارسل فرعون .... وانا لجمیع حاذرون فاخرجنٰھم من جنّٰت وعیون وکنوز ومقام کریم کذٰلک واورثنٰھا بنی اسرائیل (سورہ الشعراء پ ۱۹ ۴/۸)

(۵) انھم جندٌ مغرقون کم ترکوا من جنّٰت وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیھا فاکھین کذٰلک واورثنٰھا قوماً اٰخرین (سورہ دخان پ ۲۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلی آیت کا فقرہ یستضعفون۔ سوال والی آیت کے فقرہ علی الذین استضعفوا کے لحاظ میں رکھکر دیکھنے سے نظر کبیر میں صیغہ مضارع صیغہ ماضی کی تصدیق میں معلوم ہوتا ہے۔ مشارق الارض اور مغارب الارض سے ملک مصر کے دو طرف کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ممالک یا دو حصے مراد معلوم ہوتے ہیں۔ تمت کلمۃ ربك الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل کے فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل جو فرعون کی غلامی کے ماتحت دبے ہوئے تھے اور مستضعفین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تھے یہ پیشگوئی وراثت کی انہی پر پوری ہوئی ٭

دوسری آیت میں ۔ ۔ ۔ فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل کو ہی مخاطب کرکے یہ کہنا۔ کہ اسکنوا الارض اس سے بھی بنی اسرائیل کی سکونت وراثت والی پیشگوئی کی منجز اور متمم معلوم ہوتی ہے٭

تیسری آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ موسیٰؑ کی معیت میں جو بنی اسرائیل دریا سے سلامتی کے کناروں پر پہنچے انکو طور ایمن کی جانب لیجانے کا وعدہ بھی تھا اور مصر کے ملک سے چونکہ شام کا ملک اور طور ایمن کا علاقہ ممالک مشرقیہ سے ہے۔ اس صورت میں پہلی آیت میں جو مشارق الارض کی وراثت کا ذکر ہے۔ اس سے بھی وراثت مراد ہے باقی رہا مغارب الارض کا حصہ سو اسکے سمجھنے کے لئے آیت نمبرہ کا فقرہ واورثناھا قوماً اٰخرین زیر نظر رکھئے۔ اور اسپر غور فرمائیے۔ کہ بعض آیات میں وراثت مصر کو بنی اسرائیل کے نام کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اس فقرہ میں قوماً اٰخرین فرمایا ہے۔ قوماً اٰخرین کا فقرہ غور طلب ہے اور غور کرنے سے اس سے ایک لطیف بات نکلتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر ہم قوماً اٰخرین کے فقرہ کو بنی اسرائیل کے لفظ کا بلحاظ حقیقت قومی کے مغایر قرار دیں تو قرآن کریم میں تناقض ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اگر قوماً اٰخرین سے مراد بنی اسرائیل کی قوم مراد نہیں بلکہ اس سے مراد ایسی قوم ہے جو بنی اسرائیل نہیں بلکہ اسکے مغائر ہے تو پھر قرآن کریم کا کئی مقامات پر یہ فرمانا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون اور فرعونیوں کے غرق کرنے کے بعد مصر کی سرزمین کا وارث بنایا پھر دوسرے مقام میں یہ فرمانا کہ فرعون اور فرعونیوں کے غرق کرنے کے بعد جس قوم کو ہم نے مصر کی زمین کا وارث بنایا وہ بنی اسرائیل کے سوا کوئی اور قوم تھی ان دونو بیانوں میں صریح تناقض ہے اور یہ امر شان خداوندی کے بھی منافی اور صریح منافی ہے اب وجہ تطبیق یہی ہو سکتی ہے۔ کہ ہم بنی اسرائیل کی قوم کو جو مصر میں تھی۔ دو حصوں میں منقسم قرار دیں جس میں سے ایک حصہ کہو یا ایک فریق یا قوم کے لوگ موسیٰؑ کی معیت میں مشارق الارض یعنی ارض مقدسہ ملک شام ہاں طور ایمن کی جانب کو گئے۔ اور ایک فریق کے لوگ مغارب الارض یعنی فرعون اور فرعونیوں کے غرق ہونے کے مقام اور جگہ سے جانب مغرب یعنی ملک مصر میں رہے۔ اب اگر اس دوسرے فریق کو جو بنی اسرائیل میں سے ہی تھے۔ ایک طرف بنی اسرائیل قرار دیں جو مصر کے وارث ہوئے اور دوسری طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شام کی طرف جانے والے فریق کے بالمقابل اسی فریق کو دوسرا فریق ہونے کی حیثیت میں قوماً اٰخرین کہیں تو اس میں کوئی بھی محذور لازم نہیں آتا۔ آپ کو اسپر زیادہ روشنی ڈالنے کی خواہش ہو تو جس سورۃ کی ابتدائی آیات کی بنا پر آپنے سوال اٹھایا اسی سورۃ کی آخری آیات سے اس عقدے کو حل کر لیں۔ اس لئے کہ سورہ قصص کے آخری رکوع سے پہلے رکوع سے شروع کیجئے یعنی آیت ان قارون کان من قوم موسیٰ فبغیٰ علیھم واٰتیناہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنؤ بالعصبۃ اولی القوہ اذ قال لہ قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین وابتغ فیما اٰتاک اللہ الدار الاٰخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک۔ اور اسی طرح اس سارے رکوع کو آخر تک پڑھ جائیے! اور اس امر کو ملحوظ خاطر رکھیئے! کہ قارون کو موسیٰؑ کی قوم سے قرار دیا ہے یعنی وہ قوم بنی اسرائیل سے تھا اور اسرائیلی تھا دوسرے یہ کہ فبغیٰ علیھم فرمایا کہ قارون نے موسیٰؑ کی قوم پر بغاوت کی کیونکہ علیھم میں ضمیر جمع غائب کا مرجع قوم ہے۔ اٰتیناہ من الکنوز میں جن کنوز کا ذکر ہے کہ قارون کو جو اسرائیلی تھا اسے ہم نے کنوز دیئے یہ کنوز کہاں سے آگئے مگر یہ من کیا یہ وہی کنوز ہیں جن کی نسبت آیت نمبر ۵۸ اور آیت نمبر ۵۹ میں پڑھ آئے ہیں کہ فرعون اور فرعونیوں کے غرق ہونے کے بعد ہم نے ان کنوز وغیرہ کا وارث بنی اسرائیل کو بنایا۔ اب قارون تو مصر میں ہے۔ آپ بتائیں کہ قارون کو مصر میں وعظ کرنے والے اور یہ کہنے والے کہ وابتغ فی ما اٰتاک اللہ الدار الاٰخرۃ کون تھے؟ کیا فرعونی لوگ تھے۔ وہ تو غرق ہو چکے تھے پھر یہ کون تھے مَیں کہتا ہوں یہ وہی ہیں جنہیں قوماً اٰخرین کہا گیا اور یہ وہی ہیں جنہیں بنی اسرائیل کے نام سے بھی یاد کیا گیا اور یہ وہی ہیں جنہوں نے فرعون اور فرعونیوں کی غرقابی کے بعد آزادی کے ساتھ مصر کی وراثت حاصل کی اور جن کے حق میں خدا تعالیٰ کا وہ کلام جو پیشگوئی کے طور پر تھا۔ تمت کلمۃ ربک الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل کے الفاظ میں پورا ہوا۔ اگر یہ کافی نہ ہو تو بہت کچھ لکھ سکتا ہوں۔ کیونکہ مَیں اس کا ایک ادنیٰ غلام ہوں جس کے حق میں واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم قرآن میں آیا ہے۔ (سورہ جمعہ) (باقی دارد) علمائے الہ آباد منتظر رہیں ٭

خاکسار مرزا کبیر الدین احمد بن مولوی امیر الدین احمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لکھنؤ متوطن دار السلطنت اکبر آباد (آگرہ) محلہ تاجگنج کٹڑہ پھولیل متصل دریائے جمنا و روضہ شاہجہان بادشاہ

الفضل :۔ ہفتہ میں دو بار۔ قیمت آٹھ روپے سالانہ

سن رائز :۔ مہینے میں دو بار۔ قیمت دو روپے سالانہ

مصباح :۔ " " "۔ قیمت اڑھائی روپے سالانہ

انگریزی ریویو :۔ معہ سالانہ

خریداری کی درخواستیں

مہتمم طبع و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور سے کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مامور من اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مامور من اللہ ہونیکا دعویٰ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ جبکہ آپکی پہلی کتاب براہین احمدیہ چھپکر دنیا میں شائع ہو چکی تھی۔ اور اسی کتاب میں آپ کا دعویٰ مجددیت بھی بموجب حدیث ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامّۃ علیٰ رأس کلّ مائۃ من یجدد لھا دینھا۔ شائع ہو کر عام قبولیت پا چکا تھا۔ اور اسی کتاب براہین احمدیہ میں یہ دعویٰ موجود ہے۔ اور بہت سی پیشگوئیاں درج ہیں۔ جو پوری ہو چکی۔ اور جو آئندہ ظہور میں آنیوالی ہیں۔ اور اس زمانہ کے تشدید مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں ان سب باتوں کو تسلیم کیا۔ یعنی پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور آپ کا مستجاب الدعا ملہم مامور ہونا۔ باوجود اس قبولیت کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیعت لینے سے انکار کرتے تھے۔ پھر مقام لدھیانہ خدا تعالیٰ سے امر پا کر آپنے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو یہ اشتہار دیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے۔ اس اعلان پر بہت سے لوگ آپ کی بیعت میں داخل ہوتے شروع ہوئے۔ پھر ۱۸۹۱ء میں آپنے اللہ تعالیٰ سے تصریح پا کر یہ اعلان کیا کہ مسیح بنی اسرائیلی فوت ہو چکے ہیں۔ اور جس مسیح کے آنیکا وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ اس دعویٰ پر مخالفت کا وہ شور اٹھا جسکا بیان کرنا مشکل ہے۔ ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے ہر طرح سے سلسلہ کی بیخکنی کی کوشش کی۔ مگر باوجود مخالفتوں کے سلسلہ دن بدن ترقی پاتا گیا۔ جبکہ مئی ۱۹۰۸ء میں اس سلسلہ کے مقدس بانی کا وصال ہوا۔ تو جماعت کی تعداد کا چار لاکھ کا اندازہ تھا۔ ہمیشہ ایسی مخالفتیں خدا کے برگزیدوں کے ساتھ ہوا ہی کرتی ہیں تا اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ دکھاوے۔ اور مخالفین نامراد و ناکام رہیں ❊

تمام دُنیا کو چیلنج

(پاک الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

واضح ہو کہ خدائے تعالیٰ کے فضل سے میری یہ حالت ہے کہ میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور دوسرے مذاہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا خیال کرتا ہوں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکیگا۔ اور اگر ہندو اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دعا کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی انکو وہ مرتبہ مل نہیں سکتا۔ اور وہ کلام الٰہی جو دوسرے ظنی طور پر اسکو مانتے ہیں۔ میں اسکو سن رہا ہوں اور مجھے دکھلایا اور بتلایا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجھکو ملا ہے۔ اور جو کچھ ملا ہے اسکی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں۔ کیونکہ وہ باطل ہیں۔ اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور اسکے لئے یہ خوب موقعہ ہے۔ کہ میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ (از آئینہ کمالات اسلام)

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

شذرات

یہ غلط ہے حضرت عیسیٰؑ کی موت صلیب پر ہوئی

ایک دنیا جانتی ہے کہ یہ حقیقت قرآنی سب سے پہلے اور نہایت مدلل طور پر متحدیانہ دعویٰ کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کی۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کی موت صلیب پر نہیں ہوئی۔ یہ ایک ایسا کارگر حربہ ہے کہ صلیبی مذہب کا سب تار پود باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صلیب پرستوں کا بنیادی اصول ہی یہ ہے کہ مسیحؑ ان کے لئے صلیب پر موت قبول کر کے کفارہ ہو گیا۔ مگر واقعات صحیحہ اور شہادات قویہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ غلط ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی موت صلیب پر ہوئی۔ بلکہ وہ مشابہ بالمصلوب ہو گئے تھے اور آخر بچ کر دوسرے ملک کو ہجرت کر گئے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم یعنی مسیحؑ کو یہودیوں نے مقتول بالصلیب نہیں کیا بلکہ وہ مسیحؑ ان یہود کے لئے مشابہ بالمصلوب بنایا گیا۔ اور ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔ یہود کا منشاء تو یہ تھا کہ وہ مقتول بالصلیب ہو کر حسب تورات ملعون ٹھیرے۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہود اس مقصد میں ناکام رہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور ویسا ہی مرفوع ہے جیسے دیگر انبیاءؑ ہیں۔

آریہ گزٹ میں ایک سلسلہ مضمون مندرجہ بالا عنوان سے "شری پنڈت رام سروپ جی ودیا بھوشن" شائع کر رہے ہیں جس میں نہایت تفصیل سے یہ بات ثابت کی جا رہی ہے کہ مسیحؑ کی موت صلیب پر نہیں ہوئی۔ شکر ہے کہ غیر مذاہب کے محقق بھی اسی نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں جس کا اعلان قرآن مجید اور پھر اس زمانہ کا مصلح موعودؑ کر رہا ہے۔ کیا عیسائی پادری بھی اپنے عقیدے پر نظر ثانی کر کے حقیقی نجات کی طرف توجہ فرمائینگے ؎

الکفر ملۃ واحدہ

مذکورہ بالا قول کی تصدیق ہر زمانے میں ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہیگی بظاہر یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ ہم بارہا اعلان کر چکے ہیں اور اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیتے رہتے ہیں کہ ؎ ما مسلمانیم از فضل خدا ؎ مصطفیٰؐ مارا امام و پیشوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ کہ :۔ ؎ آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست ✤ بادۂ عرفان ما از جام اوست ۔

اور ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو درجہ بھی پایا ۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع میں پایا اور یہ کہ قیامت تک ناممکن ہے کہ ایک شوشہ بھی کلام الٰہی سے مبدل یا منسوخ ہو ۔ شریعت اسلامی ابدی شریعت ہے ۔ اور ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ۔ برخلاف اسکے اہل بہاء کا عقیدہ ہے کہ شریعت قرآنی حسب اقتضاء نبض زمان تبدیل و منسوخ ہو چکی اور اسکی بجائے نیا دین نیا قبلہ نئی شریعت نئی کتاب آگئی ✤

باوجود اسکے اہلحدیث کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب کی ہمدردی اور اعانت اہل بہاء کے شامل حال ہے وہ ہر امر میں انہی کی تائید و تصدیق ضروری سمجھتے ہیں ✤

سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ کی نسبت وہ اس قسم کے افتراء کہ ان کو خدا بلکہ خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ ہے باوجود آپکے صریح بیانات عبدیت کے آئے دن کر کر کے مخلوق خدا کو گمراہ کرتے اور مغالطہ میں ڈالتے رہتے ہیں ۔ خود اہل بہاء مرزا حسین علی صاحب عرف بہاء اللہ کی نسبت پکار پکار کر کہتے ہیں کہ انکا دعویٰ نبوت و رسالت کا نہ تھا مگر آپ ہیں کہ یہی رٹے جا رہے ہیں "ان کا دعویٰ نبوت و رسالت کا تھا" حالانکہ ہم نے خود ان کے کلام سے پھر ان کے معتبر و مستند مریدوں کی تحریروں سے دکھایا ہے کہ دعویٰ الوہیت کا ہے ۔ اور نبی و رسول ہونے سے انکار اور اس مرتبہ کا انتساب اپنی طرف وہ مزیل شان سمجھتے ہیں اہل بہاء کے رسالہ کوکب ہند نے بھی اس حقیقت کو واضح کیا ہے مگر آپ باطل کی محبت میں اسقدر اندھے ہو رہے ہیں کہ وہی بات رٹے جاتے ہیں حال ہی میں تیسری مرتبہ پھر کتاب اقدس صفحہ ۵۳ سے یا رسول یذکرک مالک الوجود (صفحہ ۵۳) پیش کیا ہے ۔

اگرچہ ہمارے دوستوں کا مشورہ ہے کہ ذرھم فی خوضھم یلعبون اور فی غمرتھم یعمھون لیکن چو مے بینم کہ نابینا و چاہ است اگر خاموش بنشینم گناہ است ۔ ایک دفعہ پھر یہ بتا دیتا ہوں کہ مولوی صاحب! کتاب اقدس شاید آپنے خواب میں بھی مطالعہ نہ فرمائی ہو ۔ بلکہ ممکن ہے دیکھی بھی نہ ہو کیونکہ اہل بہاء کو جرأت نہیں کہ خوشدلی سے یہ کتاب اغیار کو دیں گو دعویٰ یہ ہے کہ قرآن مجید سے بڑھ کر ہے ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل بہاء وحی و الہام کے اس طرح قائل نہیں جس طرح ہم ۔ یعنی وہ یہ نہیں مانتے کہ بہاء اللہ پر خدا نے کلام نازل کیا ۔ بلکہ انکا عقیدہ ہے ۔ کہ بہاء اللہ خود مقام الوہیت پر قائم و مستولی اپنے ماننے والوں پر کتاب نازل کرتا ہے اور مختلف خطوط جو اس نے لکھے اسی کو وہ لوگ کلام اللہ کہتے ہیں ✤

پس کتاب اقدس کے اس حوالے سیاق و سباق کو دیکھو شروع سے پڑھو ۔ وہ تو مرزا حسین علی صاحب اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک مرید سے کہہ رہا ہے۔ یا رسول بذکرک الٰہ ملک الوجود کلمہ مالک الوجود سے مراد خود حسین علی ہے اور وہی اپنے مرید کو یا رسول کہہ رہا ہے۔ کیونکہ اس کا نام ہے۔ عبد الرسول۔ اب سمجھے؟

اب اگر کچھ شرم اور سعادت ہو۔ تو ہماری اس حقیقت نمائی کا شکریہ ادا کرو۔ اور آئندہ کبھی اس حوالہ کو پیش نہ کرو۔ ورنہ تمہاری مرضی ✣

سب سے بڑا ثبوت ہمارے قول کی صداقت کا یہ ہے کہ ہر اہل بہاء بشرطیکہ وہ شیوۂ تزویر و تقیہ سے لیتے ہوئے گول مول بات حسب معمول نہ کرے۔ وہی معنی کریگا جو ہم کرتے ہیں بلکہ ہر بالغ نظر عربی دان مذہب سے دلچسپی رکھنے والا بھی ہمارا ہم نوا ہوگا۔ اِلّا من سفہ نفسہ ✣

اندھا مغل پچی

یہ ضرب المثل صادق آرہی ہے۔ لاہور کے ویدسماجی اخبار پر۔ جسپر اتمام حجت اور اسکی مجذوم فطرت کو جگانے کے لئے ہم نے اسی کے شائع کردہ اقتباسات دربارۂ ظہور مصلح اعظم ریویو میں دیئے تھے اور بتایا تھا کہ وہ مُصلح کُل۔ موعود الادیان حضرت مسیح موعودؑ کا وجود باجود ہے۔ اسپر تنقید کرتے ہوئے یہ اخبار لکھتا ہے کہ وہ اضطراب اضطرار جوان مقتبسات و ملتقطات سے ظاہر ہو رہا ہے وہ تو خدا پرستوں کی طرف سے ہے جس سے ثابت ہوا کہ وہ ایک ایسے مصلح کے لئے چشم براہ ہیں جو خدا کے وجود کا منکر ہو۔ اور اس حماقت انکار پر اپنے مذہب کی ریتلی بنیاد رکھے۔ خوب!

وجہ یہ کہ خدا پرست اپنے اپنے مذہب سے بیزار ہو رہے ہیں۔ اور ان میں گناہوں سے آلودہ زندگی پائی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کوتاہ بین کو یہ معلوم نہیں کہ مذہب نام ہی اس راستے کا ہے جو خالق فطرت کی طرف سے روشنی و ہدایت دی جاتی ہے تا سالک اسپر چل کر اپنی منزل مقصود کو بہ سہولت و بہ آرام اور جلد تر پہنچ سکے اور گناہ نام ہی ہے خالق کی نافرمانی کا ورنہ انسانی آراء ہر امر کے بارے میں اسقدر مختلف ہیں۔ کہ ایک شخص جسے بدی قرار دیتا ہے۔ دوسرے کے نزدیک وہی ایک نیکی ہے۔ ایک شراب ہی کو لے لیجئے ام الخبائث ہے۔ مگر بعض مذاہب میں یہ عبادت کا جزو اعظم ہے۔ پس کسی امر کے بد یا نیک ہونے کا مدار اس پر ہو سکتا ہے کہ وہ خالق فطرت جسے بُرا یا اچھا کہے کیونکہ وہ ہر چیز کے ضرر و نفع سے حقیقی طور پر آگاہ ہے پھر انسان گناہ سوز قوّت حاصل نہیں کر سکتا جبتک اسکو یہ یقین نہ ہو کہ میری ہر حرکت و سکون قول و فعل و خیال کو دیکھنے اور سُننے والا ایک نگران ہر جگہ حاضر و ناظر موجود ہے۔ اور اسی کے قبضۂ اقتدار میں میری ہستی کا پائدار ہے۔ وہ بُری باتوں پر ناراض ہوتا اور نیک باتوں سے خوش ہوتا ہے اور سزا و جزا کا مالک ہے۔ یہ نہ ہو تو انسان مختلف قسم کی اندرونی بیرونی تحریکات میں ایسا گھرا ہوا ہے کہ وہ اپنے میلان طبع حالات پیش آمدہ و ضروریات موجودہ سے مجبور ہو کر کوئی نہ کوئی حرکت ناشائستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

و فعل ناشائستہ کر بیٹھتا ہے۔ پس یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ کے وجود کو تسلیم نہ کریں اور نیک ہو جائیں۔ یہ ایک خیال محال ہے۔ البتہ خدا پر ایمان اور اسکی ہستی پر یقین ایسی چیز ہے جو تمام نیکیوں کی سرچشمہ اور بدیوں کی دُور کنندہ ہے۔ کسی مصلح کی ضرورت بھی اسی لئے ہے کہ وہ وقت پر رہنمائی کرے۔ اور تزکیۂ نفوس میں ممد و معاون ہو کر انسان کو دار المقامۂ قدس میں پہنچا دے۔ نبیوں کی بعثت کی یہی غرض ہے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے ایسے نبی ایسے مصلح کو دیکھا اور اسپر ایمان لاکر اسکی ہدایات کی ماتحت یہ مقام حاصل کیا۔ مبارک وہ جو اسے قبول کرکے اپنی دنیا اور اپنی عاقبت سنوارتے ہیں۔ اور تباہی ان کے لئے جو مردم پرستی کی تاریک غاروں میں ٹامک ٹوئے مارتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم آب حیات کے قریب ہیں۔ حالانکہ وہ ہلاک ہو چکے اور اپنا سب مال و متاع کھو چکے ؀

مسیحؑ کا بجسدہٖ العنصری نزول

جو اہل کتاب کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اسلئے مسیح موعودؑ نہیں ہو سکتے کہ روایات میں اسی مسیحؑ ناصری کے بجسدہ نزول من السماء کا ذکر ہے۔ اور جو مسلمان معترض ہیں کہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ کے روضہ میں بجسدہٖ دفن ہوگا اور اسکے لئے جگہ مخصوص ہے وہ مفصلہ ذیل روایات کو غور سے پڑھیں:۔

مسیحی اور یہودی علماء جانتے ہیں۔ کہ بیت المقدس یعنی ہیکل سلیمانی میں ایک کوٹھا یا کمرہ مخصوص شدہ تھا۔ اور خصوصیت یہ تھی۔ کہ آنے والا ایلیاہ نبی اس کوٹھے پر اُتریگا اسکے نزول کے لئے سلیمان نبی نے بالہام الٰہی یہی کوٹھا مخصوص و مقدس کیا تھا۔ دیکھو بی گریگر کی کتاب اسلام و موسویت اور ایک دوسرا فاضل اس امر پر یوں روشنی ڈالتا ہے۔ کہ "یہود کی طالمود میں ربی العیزر سے روایت ہے۔ کہ سات یا باختلاف روایت گیارہ اشیاء ارادہ تخلیق الٰہی میں سب سے اوّل آئی تھیں۔ مثلاً مسیح۔ ایلیاہ۔ یروشلم۔ ہیکل سلیمانی وغیرہ۔ فضائل ایلیاہ میں کی ایک فضیلت یہ بھی ہے۔ اور خداوند رب الافواج نے اہل بصیرت کے لئے اسکو دلیل بنایا ہے کہ وہ ہیکل سلیمانی کے مخصوص کوٹھے پر نزول فرمائیگا۔ جس طرح آسمان پر نے جانے والی رتھ تقدیس سماویہ سے مقدس کی ہوئی تھی اسی طرح جائے نزول مقدس کردہ انبیاء اکابر ہے" ایک یہودی ولی کا قول منقول از فضیلت تورات مصنفہ اڈرتسا ئیم صاحب (آزاد)

کلام الرحمٰن ہے وید یا قرآن

پنڈت دھرم بھکشو نے ایک شر انگیز کتاب لکھ کر ہلچل مچادی ہے اس کا نہایت مختصر و مدلل جواب مولوی عمر الدین صاحب نے زبانی ہی دیدیا کہ وید کو کلام الرحمٰن کہا ہی نہیں جا سکتا کیونکہ آریوں کے عقیدے کے مطابق پرمیشور الرحمٰن بلا مبادلہ رحم کرنے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ ملاحظہ ہو گفتگو کا خاکہ جو حسب ذیل ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دھرم بھکشو۔ کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن ؟ مسلمان۔ الرحمٰن علم القرآن ؛ دھرم بھکشو۔ اس کا ثبوت ؟
مسلمان۔ خلق الانسان علمہ البیان (۲) الشمس والقمر بحسبان ؛
دھرم بھکشو۔ سورج چاند کے سہارے ہماری زندگی کا ہونا سچ ہے۔ مگر دراصل تو آسمان میں سب ہی کی ضرورت ہے۔
مسلمان۔ اسی لئے الرحمٰن نے آگے فرمایا۔ کہ والسماء رفعھا ووضع المیزان اور پھر زمین کے متعلق بھی فرمایا۔ کہ والارض وضعھا للانام ؛

خلاصہ مطلب یہ کہ رحمانیت کے ماتحت یہ تمام سلسلۂ پیدائش ہے اور یہ جس کتاب نے بیان کیا ہے وہی کلام الرحمٰن ہے۔ بھلا جو کتاب خدا تعالیٰ کو رحمٰن مانتی ہی نہیں۔ اور اسکی صفت رحمانیت کی قائل ہی نہیں۔ بلکہ اسکے برعکس یہ عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے۔ وہ انسانی اعمال وافعال کے نتیجہ میں کرتا ہے۔ اپنی طرف سے بطور بخشش کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے پیروؤں کو یہ دعویٰ کرنے کی جرأت ہی کیسے ہو سکتی ہے۔ کہ کلام الرحمٰن وید ہے۔ قرآن نہیں۔ اگر وید کلام الرحمٰن ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ کی رحمانیت سے کبھی انکار نہ کرتا۔ کیونکہ رحمٰن کے معنی ہیں بلا مبادلہ احسان کرنیوالا۔ وید اس کا قائل نہیں۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جو کچھ دنیا میں ہے۔ سب انسان کے کرموں کا پھل ہے۔ اور یہ رحمانیت کے منافی ہے۔ لہٰذا مہاشہ جی کے سوال کا صحیح جواب یہی ہے۔ کہ کلام الرحمٰن وید نہیں۔ بلکہ قرآن کریم ہے ؛

نوشیرواں کا خواب

نوشیرواں اپنے زمانہ کا ایک ایسا بادشاہ تھا۔ جس کا جواب اب تک پیدا نہ ہو سکا۔ ایک رات کو جب وہ اپنے بسترِ راحت پر تھا۔ اس نے خواب دیکھا۔ کہ آفتاب درخشاں ہوا ہے۔ ایک بلند پایہ نردبان سامنے ہے۔ جس کی بلندی آسمان کو شرمندہ کرتی ہے۔ وہ آفتاب حجاز سے خراماں خراماں اسی نردبان کی طرف آ پہنچا۔ تمام دنیا نور سے منور ہو گئی۔ مگر ایوانِ قیصر ی (یعنی قصر نوشیرواں) میں تاریکی طاری رہی۔

آدھی رات تھی۔ یہ خواب دیکھتے ہی نوشیرواں کی آنکھ کھل گئی۔ دم بخود رہ گیا۔ اسوقت کسی سے کچھ نہ کہا۔ جب صبح ہوئی۔ تو اپنے دانشمند وزیر بزرجمہر سے اس کا ذکر کیا۔ اور پوچھا۔ کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ بزرجمہر نے عرض کیا۔ کہ اے بادشاہ! یہ ایک راز ہے۔ اگر مجھے انکشافِ خواب پر مجبور نہ کیا جائے۔ تو بہتر ہے۔ مگر بادشاہ نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ جو کچھ صحیح تعبیر ہو۔ کہہ دو۔ بزرجمہر نے کہا۔ کہ اے بادشاہ! عنقریب عرب میں ایک بزرگ پیدا ہونگے۔ ان کے پیدا ہوتے ہی مذہب زردشت کو زوال آجائیگا۔ اُن کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جائیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودیوں اور مسیحیوں کا ستارہ غروب ہو جائیگا - ان کے پاس جہاز نہ ہونگے مگر وہ سمندروں کو عبور کرکے ساری دنیا میں اپنے مذہب کو پھیلائیں گے - تمام آتش کدے بجھ جائینگے اور دنیا صرف ایک خدا کی پرستش کرنے لگے گی - نہ آفتاب پرست باقی رہیں گے - نہ آتش پرست - گشتاسپ نے جاماسپ کو یہی باتیں تلقین کی تھیں جو آجتک بہ صیغۂ راز ہیں *

نوشیرواں نے بزرجمہر سے یہ باتیں سُنیں - تو رنگ چہرہ متغیر ہو گیا - اس دن نوشیرواں رات کو سو رہا تھا - تو تین چوتھائی رات گذرنے کے بعد اُسے ایک خوفناک آواز سنائی دی - خادمان محل نے کہا - کہ محل خود بخود شکستہ ہو گیا ہے - اور یہ اسی کی آواز تھی - نوشیرواں نے فوراً بزرجمہر کو بلایا - اور طاقِ کسریٰ کی شکست کی اطلاع دی - بزرجمہر نے کہا - کہ آپنے جو خواب کل رات کو دیکھا تھا - آج اسکی تعبیر مل گئی - وہ بزرگ عرب میں یقیناً پیدا ہو چکے ہیں - اتنے میں ایک سوار دوڑا ہوا آیا - کہ آذر گشتپ کا انتقال ہو گیا - اس کے بعد نوشیرواں زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا * (ریاست)

مسلمانان کیفر کردار

سندربن :- جو کلکتہ سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے - اور جہاں پچاس میل کے اندر ۲۰ ہزار نام نہاد شیعوں کی آبادی ہے - یہ لوگ ڈیڑھ سو برس سے وہاں آباد ہیں - مگر چونکہ ان کی کوئی خبر لینے والا نہ تھا - اس وجہ سے پیری مریدی کا طریقہ ان میں رائج ہو گیا - سُنیوں کی طرز عمل پر عامل ہو گئے - مگر اپنے کو شیعہ کہتے رہے - احباب علی پیر نے ایک کتاب تحفۃ الاحباب بنگلہ زبان میں تصنیف کی تھی - اُسی پر ان کا عمل درآمد ہے - موجودہ پیر سید مطلوب علی ہیں - کلمہ ان کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ محمدی ولی اللہ سید مطلوب علی کی جی ہے - پورب کی طرف ذبیحہ کرتے ہیں - پورب کی طرف سجدہ کرتے ہیں - وہ لوگ اردو بالکل ہی نہیں یا بہت کم جانتے ہیں - اسی کے ذریعہ سے حسب ذیل سوال و جواب ہوئے :-

س - تم پورب کی طرف ذبیحہ اور سجدہ کیوں کرتے ہو؟

ج - خدا ہر جگہ ہے -

س - خدا تعالیٰ نے تو کعبہ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے ؟

ج - حضرت اسماعیل ذبح کے لیئے کس طرف لٹائے گئے تھے - ہم بھی اُسی طرف ذبیحہ کرتے ہیں * (الواعظ رسالہ شیعہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرصت کے چند لمحوں میں بڑے بڑے کام

ڈاکٹر سعید احمد صاحب رسالہ کامیابی میں بجا فرماتے ہیں۔ کہ عقلمند اور عاقبت اندیش لوگ اسی تھوڑی سی فرصت سے بہت بڑے بڑے فائدے اُٹھا لیا کرتے ہیں۔ اور اپنی زندگی کا کوئی لمحہ بیکار نہیں جانے دیتے امریکہ کے مشہور شاعر "لانگ فیلو" نے "انفرنو" کا ترجمہ اس طرح کیا تھا کہ روزانہ وہ اپنا قہوہ انگیٹھی پر چڑھا دیتا اور اس دس منٹ کے عرصہ میں کہ جو قہوہ کو اُبلنے میں لگتے۔ وہ ترجمہ کیا کرتا۔ سالہا سال تک دس منٹ روزانہ کام کرکے اس نے بالآخر اس ترجمہ کو مکمّل کرکے چھوڑا ؛

انگریزی کی مشہور ترین نظم "پیریڈائز لاسٹ" کا مصنّف ایک معلّم بھی تھا اور دولت مشترکہ کے سیکرٹری کے فرائض بھی انجام دیتا تھا۔ اور ان کے علاوہ لارڈ پروٹیکٹر کا سیکرٹری بھی تھا۔ اور اسقدر گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود جس وقت بھی اُسے چند منٹ کی مہلت میسّر آجاتی تھی تو اسی وقت اپنی یہ عجیب و غریب نظم لکھنے بیٹھ جاتا تھا ؛

جان اسٹوراٹ مل کے نام سے آجتک تمام دنیا واقف ہے۔ لیکن ایسے لوگ کم ہیں جنہیں یہ بھی معلوم ہو کہ وہ تصنیف و تالیف کا کام اس تھوڑے سے وقت میں کیا کرتا تھا۔ جو ایسٹ انڈیا ہوس میں ایک کلرک کی حیثیت سے کام کرنیکے بعد بچتا تھا اور اس کی فرصت کے انہی چند لمحوں کی پیداوار اسکی وہ تصانیف ہیں۔ جنپر انگریزی زبان مدّتوں ناز کرے گی ؛

میکائیل فراڈے جلد سازی کیا کرتا تھا۔ اور اس پیشہ سے جو کچھ وقت بچتا تھا اسے سائنس کے تجربوں پر صرف کرتا رہتا تھا۔ علم البرق کے متعلّق اسکی تحقیقاتیں آج بھی سائنسدانوں کے نزدیک مسلّم ہیں اور اس فن میں جو کچھ ترقی ہمیں آج نظر آرہی ہے۔ اسکے بیشتر حصّہ کی بنیاد گیلوانی اور فراڈے کی تحقیقاتوں پر ہے ؛

میرتین ہارلینٹ نے مضمون نگاری اور افسانہ نگاری میں قابل رشک شہرت حاصل کی۔ لیکن وہ جو کچھ لکھتی تھی صرف ان چند منٹوں میں لکھا کرتی تھی۔ جو اسے رات کو اپنے بچّوں کو سُلا دینے کے بعد میسّر آیا کرتے تھے ؛

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا سب سے مشہور ریاضی دان ورمونٹ کا ایک موچی فراسٹ تھا۔ جس نے اپنا دستور بنا لیا تھا کہ روزانہ اپنا ایک گھنٹہ مطالعہ کتب پر صرف کرے ؛

فرصت کے دس دس اور پانچ پانچ منٹ کام میں لیکر محنتی اور عقلمند لوگوں نے دنیا میں بڑے بڑے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑے کام کیئے ہیں - اور حقیقت یہ ہے کہ مطالعہ - مشاہدہ اور تجربہ ایسے ہی اوقات میں بھی ہو سکتا ہے - کیونکہ جتنا وقت ہمیں حصول معاش کی خاطر صرف کرنا پڑتا ہے - وہ بہرحال اسی کام پر صرف کرنا پڑیگا - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی لئے لہو ولعب کو برا کہا ہے - کہ اس میں انسان اپنا بہت سا بیش قیمت وقت ضائع کردیتا ہے، اور اگرچہ یہ ممکن ہے کہ کھوئی ہوئی کوئی دولت اور کھوئی ہوئی صحت انسان کو پھر بھی مل جائے لیکن کھوئے ہوئے وقت کا پھر ملنا ناممکن ہے - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد مبارک یہ بھی ہے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے اور علم اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے فرصت کے لمحوں کو بیکار نہ کھوئیں بلکہ مطالعہ اور تجربہ پر صرف کریں ؎

وقت ضائع کرنے میں صرف یہی نقصان نہیں ہے - کہ ہم نے اتنا وقت بیکار کھو دیا جو کہ اصل دولت ہے - بلکہ ایک سب سے بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ بیکاری ہمارے اعصاب اور ہمارے عضلات کو فرسودہ اور ناتواں کردیتی ہے اور اس طرح ہم دولت اور علم کے علاوہ اپنی جسمانی صحت کو بھی کھو بیٹھتے ہیں - وقت کی تضیع درحقیقت قوت عمل - قوت حیات اور قوت اخلاق سب کی تضیع ہے ؎

فرنکلین کا مقولہ ہے کہ کیا تمھیں اپنی زندگی عزیز ہے؟ اگر عزیز ہے تو پھر وقت کو ضائع نہ کرو - کیونکہ تمھاری زندگی وقت ہی کے بہت سے لمحوں سے ملکر بنی ہے ؎

اس مقولہ کی سچائی سے کیسے انکار ہو سکتا ہے - ہماری زندگی آخر اور ہے بھی کیا چیز؟ وہی چند لمحے جو ہمیں اس دنیا میں رہنے کیلئے ملتے ہیں - ہم اگر اپنا وقت بیکار ضائع کریں تو اسکا بالکل صحیح مطلب یہی ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں برباد کررہے ہیں - شیکسپیر نے اسی سے ملتا جلتا خیال ظاہر کیا ہے - وہ کہتا ہے کہ

"میں نے وقت کو برباد کیا تھا - اب وقت مجھے برباد کررہا ہے"

ہندوستان میں وقت کی قدر بہت کم کی جاتی ہے اور مسلمانوں کی نگاہ میں تو خصوصیت کے ساتھ اسکی کوئی وقعت ہی نہیں ہے - اپنی فرصت کے لمحوں کو کام میں لانیکی بجائے ہماری تمنا اور ہماری خواہش یہی رہتی ہے کہ کسی طرح ہمارے وہ چند گھنٹے بھی فرصت میں تبدیل ہو جاتے کہ جن میں ہمیں کام کرنا پڑتا ہے - تاکہ ہم اپنے چوبیس کے چوبیس گھنٹے روزانہ بیکاری میں ضائع کرسکیں - ہمیں چونکہ اپنے وقت کی کوئی قدر نہیں ہوتی اس لئے دوسروں کا وقت ضائع اور برباد کرتے بھی ہمارا دل نہیں دکھتا - اور اس قسم کے واقعات ہماری زندگیوں میں بہت ہی عام ہیں - کہ جس کسی سے ملنے گئے - اس کے پاس جمکر بیٹھ گئے - یا بوجہ وبے سبب دوسرے کو اپنے کام پر جانے سے روک لیا - یا اس کے کام میں حرج کردیا - خدا تعالےٰ ہمارے بھائیوں کو عقل وفہم دے اور وقت کی قیمت وقدر کا مادہ بخشے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجیلی تعلیمات

عیسائیت کی مایۂ ناز تعلیمات پر ایک نظر

کامل مذہب صرف اسلام ہے

شریعتِ اسلامی چونکہ اپنی جامعیت اور اکملیت کے لحاظ سے دنیا میں ایک بے نظیر شریعت ہے۔ اور چونکہ اُسکے تمام قوانین خدائے لایزال و لم یزل کے تجویز کردہ ہیں۔ اسلئے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ اسلامی تعلیمات میں سے کسی ایک تعلیم پر بھی عمل کرنا بنی نوعِ انسان کے لئے ناممکن ہو گیا ہو۔ اور یا اُس پر عمل کرنے سے اُنہیں مضرات پہنچنے کا اندیشہ ہوا ہو۔ اور یہی وہ قابلِ فخر دعویٰ ہے۔ جو اُسکی الہامی کتاب کے پہلے ورق پر ہی ہمیں نہایت روشن حروف میں لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ یہ ایک ایسی حکمت و معرفت سے لبریز کتاب ہے کہ اس میں کوئی بھی ہلاکت کی راہ نہیں۔ بلکہ نہ صرف اِسمیں کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جو انسانی حیات کو معرضِ ہلاکت میں ڈالدے۔ بلکہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اس میں ایسے بے نظیر اور مفید قوانین خالقِ فطرت کی طرف سے پیش کیئے گئے ہیں۔ کہ اُن پر عمل کرنے سے انسان بہت سی ترقیات حاصل کرکے دنیا اور آخرت میں ہمیشہ خوشحال رہ سکتا ہے۔ یہ قرآن کا دعویٰ اپنے اندر ایسی غیر معمولی صداقت رکھتا ہے۔ کہ زمانہ کی گردشیں اور لیل و نہار کے تغیرات اسکو باطل نہ ٹھیرا سکے۔ مختلف دَور آئے۔ اور زمانے کے بعد زمانے بدلتے گئے۔ اور ہمیشہ انسانی تمدن اور تہذیب میں تبدیلیاں اور ترقیات ہوتی رہیں۔ مگر کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ اسکی کسی تعلیم پر زمانہ کو حرفِ شکایت لب پر لانا پڑا ہو۔ بلکہ زمانہ اس کتاب کے آگے ہمیشہ سرِ اطاعت جُھکاتا ہوا گذرا۔ اور اُسے ماننا پڑا۔ کہ یہ قرآن اپنی جملہ تعلیمات میں ہر زمانے اور ہر ملک کے باشندوں کی فلاح کا یقینی ذریعہ ہے ؎

غیر مذاہب پر ایک نظر

مگر اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب نے اپنی اکملیت کا کوئی دعویٰ لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا۔ نہ یہودیت نے۔ نہ عیسائیت نے۔ نہ ہندو مت نے اور نہ دیگر مذاہبِ متفرقہ نے جس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے۔ کہ اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب ناقص و ناتمام ہیں۔ اور اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اپنی تعلیموں اور اپنی پُر حکمت باتوں کے لحاظ سے بنی نوعِ انسان کا حقیقی اور ابدی مذہب قرار دیا جاسکے۔ پس بلاشبہ اسلام ہی ایک کامل مذہب ہے۔ اور بلاشبہ تمام دوسرے ادیان خواہ وہ ہزار دل ہزار ہوں ناقص اور نامکمل مذہب ہیں۔ مگر اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم دوسرے مذاہب کا ذکر چھوڑتے ہوئے صرف عیسائیت کو زیرِ بحث لانا چاہتے ہیں ؛

انجیلی تعلیمات کی یہ بات پیشتر ازیں بخوبی ظاہر کی جاچکی ہے۔ کہ عیسائی مذہب اپنی اکثر تعلیموں میں ایسا ناقص اور کمزور مذہب ہے۔ کہ اگر ان تعلیموں پر بنی آدم کا عمل شروع ہو جائے۔ تو اُن کی اکثر ترقیات بکلّی مفقود ہو جائیں۔ اور وہ نہ صرف دنیا میں اپنے وقار کو۔ اپنے جتھے کو۔ اپنی قومیّت کو اور اپنی خداداد طاقتوں کو عظیم الشان نقصان پہنچا بیٹھیں۔ بلکہ اُن کے اخلاق بھی اعلیٰ معیار پر نہ رہیں۔ آج بھی ہم اُسی ضمن میں بعض اور عجیب و غریب تعلیمات کا انکشاف "انجیلِ مقدّس" سے کرتے ہوئے دکھانا چاہتے ہیں کہ عیسائیت نے اپنی اکثر تعلیموں میں کس قدر عظیم الشان ٹھوکر کھائی ہے۔ اور کس طرح اُس نے بعض ضروری امور کو ناجائز قرار دے کر بنی نوع انسان پر مشکلات کا پہاڑ گرادیا ہے ؛

تعدّدِ ازدواج کی ممانعت

چنانچہ عیسائیت کی ایک یہ تعلیم بھی اناجیل میں موجود ہے۔ کہ انسان خواہ اُسے کسقدر ضروریات درپیش ہوں ایک سے زیادہ شادیاں نہ کرے ؛

ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ مسیح علیہ السلام کا اپنا حکم ہے۔ مگر بہرحال یہ یقینی بات ہے کہ پولوس اس تعلیم کا بانی ہے۔ اور اس نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ انسان کو ہر حال میں ایک بیوی رکھنی چاہیئے۔ خواہ اُسے دوسری شادی کے لئے کسقدر حاجات درپیش ہوں۔ پس ایک سے زیادہ ایک وقت میں بیاہ کرنا اناجیل کی رُو سے سخت ممنوع امر ہے۔ پولوس کہتا ہے :۔

(۱) "یہ بات سچ ہے۔ کہ جو شخص نگہبان کا عہدہ چاہتا ہے۔ وہ اچھے کام کی خواہش کرتا ہے۔ پس نگہبان کو بے الزام۔ ایک بیوی کا شوہر۔ پرہیزگار۔ متقی۔ شائستہ۔ مسافر پرور اور تعلیم دینے کے لائق ہونا چاہیئے۔" ۱۔ تمطاؤس ۳/۲

(۲) "خادم ایک ایک بیوی کے شوہر ہوں۔ اور اپنے اپنے بچّوں اور گھروں کا بخوبی بندوبست کرتے ہوں۔" ۱۔ تمطاؤس ۳/۱۲

اسی طرح ایک اور شخص سے کہتا ہے :۔

(۳) "میں نے تجھے کریتے میں اسلئے چھوڑا تھا۔ کہ تُو باقی رہی ہوئی باتوں کو درست کرے۔ اور میرے حکم کے مطابق شہر بہ شہر ایسے بزرگوں کو مقرر کرے جو بے الزام اور ایک ایک بیوی کے شوہر ہوں۔" طِطُس ۱/۶

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ یہ تعلیم کیونکر مفید اور بنی نوع انسان کے لئے بابرکت کہی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اسکے اتنے بیّن اور کھلے نقصانات ہیں۔ کہ ہر انسان اُن کو معلوم کر لینے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی اس ممانعت کی تائید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نہیں رہ سکتا۔

خوب غور کرکے دیکھو۔ یہ ایک ایسی پابندی ہے جسے نسل انسانی کبھی ہرگز اپنے اوپر وارد نہیں کرسکتی۔ اور اگر وہ بالفرض کرہاً ایسی پابندی کے سلاسل میں اپنے آپ کو جکڑ بھی دے۔ تو یقیناً ایسے مُہلک نتائج پیدا ہونگے۔ جو مُلک اور قوم دونو کے لئے باعثِ نقصان ہونگے۔

تعدّدِ ازدواج کی ضرورت۔ انسانی ضروریات پر نگاہ ڈالو۔ اور ایک لمحہ کے لئے سوچو۔ کہ (۱) اگر کوئی ایسا شخص ہو۔ جس کی بیوی تو ایک موجود ہے۔ مگر اُس بیوی کے کسی نقص کی وجہ سے اُسکے اولاد نہیں ہوتی۔ تو اب مرد کے لئے کونسا احسن طریق ہے۔ جس سے وہ اولاد حاصل کرسکے۔

(۲) یا اگر اولاد تو اُسکے ہوتی ہے۔ مگر والدہ کے کسی مرض کی وجہ سے وہ چھوٹی عمر میں فوت ہوجاتی ہے تب اُسوقت وہ کیا کرے۔ اور کس طرح اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت "فرزند" حاصل کرسکے۔

(۳) یا مثلاً اگر کسی انسان کی بیوی ایسے رحمی مرض میں گرفتار ہوجائے۔ کہ اپنے مرد کی طبعی ضرورتوں کو وہ پورا نہ کرسکے۔ تو اُسوقت مرد آخر کیا کرے۔ اور کس طرح اپنی جائز ضروریات کا انسداد کرے۔

(۴) یا پھر ایک شخص کی اولاد بھی موجود ہے بیوی بھی تندرست ہے۔ مگر اُسکی قوّتِ رجولیّت ایسی قوی ہے کہ وہ ایک کے ساتھ اپنا تقویٰ قائم نہیں رکھ سکتا۔

(۵) یا کسی زمانہ میں ملکی یا قومی حالت اس امر کا تقاضا کرتی ہو۔ کہ نسل کی ترقی کے لئے بالعموم ایک سے زیادہ شادیاں کی جائیں۔ مثلاً یہی وجہ پیش آجائے۔ کہ عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے بہت بڑھ جائے۔

(۶) یا پھر کسی انسان کے اُس دوسرے بیاہ کے ساتھ ملکی یا قومی مفاد وابستہ ہوں۔

(۷) یا کوئی اور ایسے وجوہ ہوں۔ جو عند العقل جائز اور درست قرار دیئے جاسکتے ہوں۔ تو بتلاؤ اور غور کرو۔ ان تمام حالات میں کیا صرف ایک ہی طریق نظر نہیں آتا۔ اور وہ یہ کہ مرد اسلامی پابندیوں اور قیود اور تقوی اللہ اور عدل و انصاف کے عہد و پیمان پر اپنے آپکو مضبوط سمجھ لینے کے بعد نکاحِ ثانی پر آمادہ ہو۔ یقیناً ہر ضمیر ہاں وہ ضمیر جو تعصّب کی میل و کچیل سے مصفّیٰ ہو۔ اور جہالت کی تاریکی اُس سے دُور ہو۔ یہی جواب دیگی۔ کہ ہاں یہی تعددِ نکاح کا طریق مرد کے لئے نہایت مناسب ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دگرنہ غور کرو۔ ایک مرد اپنی ایسی عورت کے ساتھ جو بوجہ رحمی امراض کے ناقابل ہو گئی ہے۔ کس طرح اپنے دن گذارے۔ کیا وہ اُس عورت کو علیحدہ کر دے۔ اگر وہ ایسا کرے۔ تو وہ حد درجے کا بیوفا ثابت ہو گا کیونکہ جب تک وہ عورت تندرست اور اُس کی خواہشاتِ نفسانی کو پورا کرنے کے قابل رہی تب تک تو یہ اسکے ساتھ رہا۔ مگر جب وہ سب سے زیادہ اسکے رحم اور محبّت کی مستحق ہو گئی۔ تو اُسوقت یہ اُسے ٹھکرا کر الگ ہو گیا۔ پھر کیا مرد اُسکے ساتھ ہی دن کاٹے۔ اگر کہو ہاں۔ تو پھر جواب دو کہ کس طرح؟ کیا مرد کے قویٰ پر ظلم نہیں ہو گا۔ اور کیا اِسکے نتیجہ میں مرد کی بدکاری سے قوم کو نقصان نہیں پہنچیگا۔ اور کیا اولاد نہ ہونے سے نسل انسانی کو ضُعف نہیں ہو گا۔ پس یقیناً ضروریاتِ انسانی کے مطابق تعلیم اور بدی کے دروازے کو مسدود کرنے کا ذریعہ۔ اور اخلاقیات کو ترقی دینے کا طریق یہی اور صرف یہی ہے کہ انسان جب اُسے واقعی ضروریات آمادہ کریں۔ نفسانی اغراض اور شہواتی خواہشات محض اس کا باعث نہ ہوں۔ بلکہ پاکیزگی اور تقویٰ اللہ کا حصول غرضِ واحد ہو۔ تب وہ جلد سے جلد تعدّدِ ازدواج کے قلعہ میں پناہ گزین ہو کر شیطان کے حملوں سے محفوظ ہو جائے۔ پس یہ اسلام کی اجازت ہے۔ اور وہ مسیحیّت کی ممانعت۔ خدارا غور کرو۔ کہ کونسا مذہب افضلیّت رکھتا ہے۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا۔ کہ ضرور ایک سے زیادہ شادیاں کرو۔ بلکہ اسلام ایک اجازت دیتا ہے۔ اور یہ اجازت حالاتِ مخصوصہ کے ماتحت لازماً دینی پڑتی ہیں۔ ورنہ اگر انسان اسلام کے بتلائے ہوئے اصولوں کے مطابق اعتدال نہ کر سکے۔ یا محبت کے ایک طرف زیادہ ہو جانے کا یقین ہو۔ یا آمدنی بہت کم ہو۔ یا قوائے رجولیّت ہی کمزور ہوں۔ تب اسکے لئے صرف ایک ہی شادی موزون ہے۔ اور اُسے چاہیئے کہ وہ دوسرے بیاہ کی طرف تجاوز نہ کرے۔ لیکن جسے جائز ضروریات مجبور کر رہی ہوں۔ اُس کا باوجود ہر طرح کی استطاعت اور کامل ضروریات کے پھر بھی نکاحِ ثانی پر آمادہ نہ ہونا بعض حالات میں قابلِ مواخذہ فعل سمجھا جائیگا ✦

پس اسلام نے تعدّد ازدواج کو جائز قرار دیا۔ اور یہ اسلام کے کامل ہونے کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ مگر مسیحیّت نے اس سے روکا۔ اور ضروریاتِ انسانی سے تغافل کرتے ہوئے ایسا حکم دیا۔ جس پر عمل کرنا نوع انسان کے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے بالیقین افضلیّت کا حقدار صرف ایک ہی مذہب ہے جس کا مبارک نام اسلام ہے ✦

تعدّد ازدواج اور عہد قدیم

اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ کہ عیسائیت اگرچہ تعدّدِ ازدواج سے بنی نوع انسان کو روکتی ہے۔ مگر بائیبل کے عہد قدیم کا مطالعہ ہم پر یہ راز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منکشف کرتا ہے۔ کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنا نہ صرف یہ کہ جائز اور درست ہے۔ بلکہ انبیائے بنی اسرائیل کا اپنا عملی نمونہ بھی اسی مسئلۂ تعددِ ازدواج کی تائید کرتا ہے۔

چنانچہ موسیٰؑ کی کتاب توریت میں لکھا ہے:۔

(۱) "اگر کسی مرد کی دو جوروئیں ہوں۔ اور ایک محبوب اور دوسری غیر محبوب ہو۔ اور محبوب اور غیر محبوب دونوں سے لڑکے ہوں۔ اور پلوٹھا بیٹا غیر محبوبہ سے ہو۔ تو یوں ہوگا۔ کہ جب وہ اپنے بیٹوں پر میراث کی تقسیم کرے۔ تو محبوبہ کے پلوٹھے بیٹے کو غیر محبوبہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پلوٹھا ہے۔ فوقیت نہ دے" استثناء ۲۱/۱۵و۱۶

اگر اُمّتِ موسویہ میں تعددِ ازدواج کی اجازت نہیں تھی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان کہ "اگر کسی مرد کی دو جوروئیں ہوں" بالکل بے معنی اور مہمل فقرہ تھا۔ جسکے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مگر چونکہ خدائی حکم یونہی بے فائدہ نازل نہیں ہوا کرتا۔ اسلئے اِن الفاظ کی موجودگی بالصراحت ظاہر کرتی ہے کہ اُس زمانہ میں خدائے ذوالجلال نے تعددِ ازدواج بنی نوعِ انسان کے لئے جائز رکھا ہوا تھا ؎

(۲) پھر ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی "مقدس بائیبل" سے نہ ایک بلکہ تین بیویاں ثابت ہوتی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"ابرام کی جورو سری نے بعد اسکے کہ ابرام کنعان کی زمین میں دس برس رہا تھا۔ اپنی مصری لونڈی لیکر اپنے شوہر ابرام کو دی کہ اُسکی جورو ہو۔ اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا۔ اور وہ حاملہ ہوئی۔ اور جب اُس نے معلوم کیا کہ میں حاملہ ہوئی۔ تو اپنی بی بی کو حقیر جانا" پیدائش ۱۶/۳و۴

اِس مندرجہ بالا اقتباس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں سری(۱) اور ہاجرہ(۲) ثابت ہوئیں۔ اب آپؑ کی ایک تیسری بیوی قتورہ کا پتہ ہمیں مندرجہ ذیل حوالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ لکھا ہے:۔

"اور ابراہام نے ایک اور جورو کی۔ جس کا نام قتورہ تھا" پیدائش ۲۵/۱

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ سری(۱)۔ ہاجرہ(۲) اور قتورہ(۳)۔

(۳) اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کی عہدِ قدیم سے چار بیویاں ثابت ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"یعقوب کے بارہ(۱۲) بیٹے تھے۔ لیاہ(۱) کے بیٹے یہ تھے۔ روبن(۱) یعقوب کا پلوٹھا۔ اور شمعون(۲) اور لاوی(۳) اور یہوداہ(۴) اور اشکار(۵) اور زبلون(۶)؎ اور راخل(۲) کے بیٹے یوسف(۷) اور بنیمین(۸)؎ اور راخل کی سہیلی بلہاہ(۳) کے بیٹے دان(۹) اور نفتالی(۱۰)؎ اور لیاہ کی سہیلی زلفہ(۴) کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۱ اور آشر ۱۳" پیدائیش ۳۵/ ۲۳ تا ۲۶

(۴) پھر بائیبل سے حضرت جدعون علیہ السلام کی بھی کثیر التعداد بیویاں ثابت ہوتی ہیں کیونکہ لکھا ہے:-
"جدعون کے ستّر بیٹے تھے۔ جو اسکی صُلب سے پیدا ہوئے تھے۔ کیونکہ اُس کی جورواں بہت سی تھیں" قاضیوں ۸/ ۳۰

(۵) اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کی بہت ساری بیویاں تھیں۔ اگرچہ اُن کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہے مگر بہر حال یہ ضرور ثابت ہے کہ کم از کم دس بیویاں آپ کی ضرور تھیں۔ چنانچہ لکھا ہے:-
"داؤد نے جبرون سے آکے یرشلیم میں اور حرمیں اور جورواں کیں" ۲ سموئیل ۵/ ۱۳
اِس جگہ "جورواں" کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ اور اگرچہ یہاں دس کی تعداد بیان نہیں کی گئی۔ مگر ایک اور جگہ لکھا ہے۔ کہ:-
"داؤد نے اپنے ہمراہی ملازموں کو جو یروشلم میں تھے۔ کہا اُٹھو بھاگ چلیں۔ نہیں تو ابی سلوم کے ہاتھ سے ہم نہ بچینگے۔ جلدی چلو۔ نہ ہو۔ کہ اچانک ہم کو پکڑ لے۔ اور ہم پر آفت آئے۔ اور تلوار کی دھار سے شہر کو غارت کرے۔ اور بادشاہ کے خادموں نے بادشاہ سے کہا۔ دیکھ کہ تیرے خادم حاضر ہیں۔ جو کچھ کہ خداوند بادشاہ فرمائے وہی ہوگا۔ تب بادشاہ نکلا۔ اور اس کا سارا گھرانا اُسکے پیچھے ہُوا۔ اور بادشاہ نے دس عورتیں جو حرمیں تھیں پیچھے چھوڑیں۔ کہ گھر کی نگہبانی کریں" ۲ سموئیل ۱۵/ ۱۴ تا ۱۶
اِسی طرح لکھا ہے:-
"اور داؤد یروشلم کے بیچ اپنے گھر میں داخل ہُوا۔ اور بادشاہ نے اپنی اُن دس حرموں کو جنہیں وہ اپنے گھر کی نگہبانی کے لئے چھوڑ گیا تھا لیکے قید میں رکھا" ۲ سموئیل ۲۰/ ۳
پس بہر حال دس بیویاں حضرت داؤد علیہ السلام کی ضرور تھیں۔ اور اگرچہ اس طرزِ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ دس سے زیادہ بیویاں آپ کی تھیں۔ مگر اسقدر تعداد بھی ہمارے مدّعا کے حصُول کے لئے بہت کافی ہے۔

(۶) پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق بائیبل سے ثابت ہے کہ آپ کی سات سَو بیگمات تھیں چنانچہ لکھا ہے:-
"سلیمان اُنہی سے عاشق ہو کے لپٹا۔ اُسکی سات سَو جورواں بیگمات تھیں۔ اور تین سَو حرمیں۔ اور اُسکی جوروؤں نے اُسکے دل کو پھیرا" ۱ سلاطین ۱۱/ ۳

(۷) اسی طرح ایک اور شخص یعنی حضرت سموئیل علیہ السلام کے والد کے متعلق بھی لکھا ہے۔ کہ آپ کی دو ۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حنّہ تھا۔ اور دوسری کا نام فینہ۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"کوہستان افرائیم میں راما یتم صوفیم کا ایک شخص تھا۔ اور اُسکا نام القانہ تھا وہ یروحام کا بیٹا تھا۔ جو الیہو کا بیٹا۔ جو توہو کا بیٹا۔ جو صوف افراتی کا بیٹا تھا۔ اُسکی دو جورواں تھیں۔ ایک کا نام حنّہ تھا اور دوسری کا نام فینہ۔ اور فینہ اولاد والی تھی۔ اور حنّہ بے اولاد تھی" ۱۔ سموئیل $\frac{1}{1 \text{ تا } 3}$

حضرت سموئیل علیہ السلام حنّہ کے پیٹ سے ہی پیدا ہوئے تھے ✢

(۸) پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹے رحبعام کی اٹھارہ (۱۸) بیویاں اور ساٹھ (۶۰) حرمیں تھیں۔ لکھا ہے:۔

"رحبعام ابی سلوم کی بیٹی معکہ کو اپنی ساری جوروؤں اور حرموں سے پیار کرتا تھا۔ کہ اُسکی اٹھارہ جورواں اور ساٹھ حرمیں تھیں۔ اور اُسکے اٹھائیس بیٹے اور ساٹھ بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں" ۲۔ تواریخ $\frac{11}{21}$

یہ رحبعام حضرت سلیمان علیہ السلام کا بیٹا ہی تھا۔ کیونکہ بائیبل میں آتا ہے:۔

"تب رحبعام بادشاہ نے اُن بزرگوں سے جو اُسکے باپ سلیمان کے حضور جب تک کہ جیتا تھا۔ کھڑے رہتے تھے مشورت کی۔ اور کہا تمھاری کیا صلاح ہے میں اِن لوگوں کو کیا جواب دوں" ۲۔ تواریخ $\frac{10}{6}$

پس اِس رحبعام بن سلیمان کی اٹھارہ بیویاں اور ساٹھ حرمیں ثابت ہو چکی ہیں ✢

(۹) پھر رحبعام کا ایک بیٹا ابیاہ نامی تھا۔ چنانچہ ثبوت یہ ہے کہ لکھا ہے:۔

"آخر کو رحبعام اپنے باپ دادوں کے ساتھ سویا۔ اور داؤد کے شہر میں گاڑا گیا۔ اور اُس کا بیٹا ابیاہ اُسکے بدلے بادشاہ ہوا" ۲۔ تواریخ $\frac{12}{16}$

اِسی ابیاہ کی بائیبل سے چودہ (۱۴) جوروئیں ثابت ہوتی ہیں۔ دیکھو بائیبل میں لکھا ہے:۔

"اور ابیاہ زورآور ہوا۔ اور چودہ جوروئیں کیں۔ اور اُسکو بائیس بیٹے اور سولہ بیٹیاں ہوئیں" ۲۔ تواریخ $\frac{13}{21}$

الغرض بائیبل کا عہد قدیم اسلامی آواز پر لبیک کہتے ہوئے عیسائیت کی تعلیم کو زیادہ ناقص ثابت کر رہا ہے۔ اور بائیبل کا عہد قدیم بھلا کس لئے تعدّدِ ازدواج کا قائل نہ ہوتا جبکہ خدا نے پیدائشِ آدم کے تھوڑے عرصہ بعد ہی نسلِ آدم کو کہا کہ:۔

"تم پھلو اور بڑھو۔ اور زمین پر بہت اولاد بڑھاؤ۔ اور اُس پر زیادہ ہو" پیدائش $\frac{9}{7}$

پس "بہت اولاد بڑھاؤ" کے ارشاد کی تعمیل میں اکثر انبیائے بنی اسرائیل نے یہ نمونہ دکھایا۔ کہ انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سات سات سوتک بیگمات رکھیں۔ مگر اسلام نے تو پھر بھی صرف چار تک حد بندی کر دی۔ اور وہ بھی جائز ضروریات پر۔ اس لئے اسلامی اجازت پر کوئی بھی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آج خود یورپ حوادثاتِ زمانہ کے تھپیڑے کھا کھا کر اسلامی احکام کی صداقت کا قائل ہو رہا ہے۔ اور وہ اپنے مونہوں سے کہہ رہا ہے۔ کہ عیسائیت نے ہماری اہلی زندگی کو تلخ کر دیا۔ اور ہماری جائز ضروریات کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ کیونکہ فی الواقع یہ ایک نہایت ہی حیرت انگیز بات تھی۔ کہ اگر کسی کی بیوی مجنون مصروع مدقوق یا مسلول یا کسی اور مرضِ رحمی کی وجہ سے مرد کی خواہشات کو پورا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب بھی مرد نکاح ثانی کا نام تک نہ لے۔ اور اس طرح اپنی جان پر اور اپنی قوم پر اور اپنے اخلاق پر ایسا ظلم کرے۔ کہ جس کی تلافی ناممکن ہو ؎

پس ان تمام حالات میں جبکہ مردانہ وفا اور محبت بھی یہ پسند نہیں کر سکتی۔ کہ اُس بیوی کو جس نے دُکھوں اور مصیبتوں میں مرد کا ساتھ دیا تھا۔ طلاق دیکر علیحدہ کر دیا جائے۔ صرف یہی ایک صورت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ انسان تقوی اللہ اور عدل و انصاف کی پابندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے نکاح ثانی پر آمادہ ہو۔ اور اس طرح جہاں اپنی پہلی بیوی کے آرام و راحت کا خیال رکھے۔ وہاں اپنی ذات اور اپنی قوم اور اپنے ملک کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے ؎

پس اسلام اپنی تعلیم میں بہت افضلیت رکھتا ہے۔ مگر افسوس اور ہزار افسوس۔ انجیل اس تعلیم میں از حد ناقص اور نامکمل ہے۔ ع ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا ؎

حلّت و حُرمت کا خاتمہ

اسلام اور عیسائیت کی متضاد تعلیمات میں سے ایک اور قابلِ ذکر تعلیم جس میں اسلام افضل اور مسیحیت ناقص دکھائی دیتی ہے۔ یہ ہے کہ انجیل میں حلّت و حُرمت کی تمام قیود کو توڑ کر الگ کر دیا گیا ہے۔ اور بنی نوع انسان کے لئے ہر چیز کا کھانا بکلی روا رکھا گیا ہے ؎

عیسائیت دنیا کے سامنے یہ اصول پیش کرتی ہے کہ کوئی بھی چیز حرام نہیں ہے۔ بلکہ سب کی سب پاک ہیں۔ جس کا جو جی چاہے کھالے اور یہ ایک ایسی اجازت ہے جس کا اخلاقی بگاڑ کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے ؎

اسلام یہ حقیقت تسلیم کرتا اور اسے دنیا پر ظاہر فرماتا ہے۔ کہ غذا کا انسانی جسم اور اخلاق کے ساتھ نہایت گہرا تعلق ہے۔ یہ تو ہر کوئی جانتا ہے۔ کہ غذا کا انسانی صحت پر بہت قوی اثر ہے۔ اگر غذا صاف ستھری پاکیزہ ہلکی اور عمدہ کھائی جائیگی۔ تو صحت درست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جسم مضبوط رہیگا۔ لیکن اگر غذا خراب گلی سڑی ثقیل اور ناموافق استعمال کی جائیگی۔ تو جسم انسانی اُس سے نقصان اُٹھائیگا۔ پس غذا کا جس طرح انسانی صحت پر نمایاں اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح اُس کا اخلاق سے بھی ایک گہرا تعلق ہے۔ جس قسم کی غذا کھائی جائیگی۔ اُسی طرح کا اثر بھی جسم و روح پر ضرور ہوگا۔ چنانچہ تجربہ ہم پر ظاہر کرتا ہے۔ کہ مختلف اقسام کی غذاؤں کا دماغی اور دلی قوتوں پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ مثلاً غور کرو۔ جو لوگ کبھی گوشت نہیں کھاتے۔ اُن کی قوتِ شجاعت کم ہونی شروع ہوجاتی ہے اور وہ رفتہ رفتہ دل کے کمزور اور سخت بزدل ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ رات دن گوشت خوری پر زور دیتے ہیں۔ اور نباتاتی غذاؤں سے کم حصہ لیتے ہیں وہ بھی حلم و انکسار کے دائرہ سے بہت حد تک باہر چلے جاتے ہیں ۔

زمانہ حال کے تجارب علاوہ اِسکے زمانہ حال کے تجارب اور تحقیق نے بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ غذا کا اخلاقیات کے ساتھ نہایت باریک تعلّق ہے۔ چنانچہ بعض جانوروں کا گوشت کھانے سے انسانی قلب میں ننگا ہونے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ممالکِ امریکہ میں ایک خاص قسم کا مینڈک ہے جس کا گوشت یہ تاثیر رکھتا ہے کہ انسان چاہتا ہے اپنے کپڑوں کو اتار دے۔ اِسی طرح بعض ایسے جانور ہیں کہ اُن کا گوشت کھانے سے انسان کے دل میں خلاف وضع فطرت یا دیگر ناجائز ذرائع سے اپنی شہوت کو پورا کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ پس یہ ضرور سچّی بات ہے اور ایک اٹل صداقت ہے کہ غذا کا انسانی اخلاق پر بہت گہرا اثر ہے۔ چنانچہ اسی لئے قرآنِ کریم نے فرمایا۔ کلوا من الطیّباتِ واعملوا صالحا۔ اور اِسی حکمت کے ماتحت حرام وحلال کے احکام بیان فرمائے۔ کیونکہ شریعت اگر یہ احکام بیان نہ فرماتی۔ تو اخلاق پر بُرا اثر ڈالنے والی چیزیں کھانے سے انسان کے اخلاق تباہ ہوجاتے۔ اُس کی عقل کمزور ہوجاتی اور اُسکی انسانیت مفقود ہوجاتی۔ پس اسلام نے اسی اصل کے ماتحت حرام وحلال کی بنیاد ڈالی۔ اور فرمایا۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اُھِلَّ لغیراللہ بہ والمُنْخَنِقَۃُ والموقوذۃ والمتردّیۃُ والنطیحۃُ وما اکل السبعُ الّا ما ذکّیتم وما ذُبِحَ علی النُّصُبِ ۔ یسئلونك ماذا اُحِلّ لھم۔ قل اُحلَّ لکم الطیّبات ۔ یعنی مردار مت کھاؤ۔ لہُو مت کھاؤ۔ خنزیر کا گوشت مت کھاؤ۔ بُتوں کے چڑھاوے مت کھاؤ۔ گلا گھٹی ہوئی اور چوٹ سے مَری ہوئی اور گِر کر مَری ہوئی اور سینگ مارنے سے مَری ہوئی چیزیں بھی مت کھاؤ۔ اور درندہ کا پھاڑا ہُوا بھی کبھی نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ سب مردار کا حکم رکھتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ پوچھیں کہ پھر کیا کھائیں؟ تو تُو جواب دے۔ کہ دنیا کی تمام پاک چیزیں کھاؤ۔ صرف مردار اور مردار کے مشابہ اور پلید چیزیں حرام ہیں۔ اُن کا مت استعمال کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض یہ حلال و حرام کے احکام کی عِلّتِ غائی تھی۔ اب ہر دانا شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسقدر یہ شریعتِ اسلامی کے ضروری احکام ہیں۔ اور کتنا بڑا خدائے اسلام کا ہم پر احسان ہے کہ اُس نے خود ایسی چیزوں کو ہم پر حرام ٹھیرا دیا۔ جن کا کھانا ہماری روحانیت اور اخلاق کے لئے باعثِ نقصان تھا۔ ہاں اسلام نے ہمارے لئے بعض جانوروں کا گوشت کھانا جائز بھی رکھا۔ کیونکہ اُنکے کھانے سے شجاعت مردانگی حوصلہ غیرت اور وقار کا مادہ پیدا ہوتا تھا۔ اور اسی طرح نباتاتی غذا کھانی بھی ہمارے لئے جائز رکھی کیونکہ اُسکے کھانے سے رأفت نرمی عقل اور استقلال کا مادہ پیدا ہوتا تھا۔ مگر بعض چیزوں سے جیسے مُردار خون اور سؤر وغیرہ ہیں بڑی سختی سے منع فرما دیا۔ کیونکہ اُن کے کھانے سے ہمارے اخلاق بگڑتے تھے اور ہماری صحت خراب ہوتی تھی۔ اور ہماری روحانیت کو نقصان پہنچتا تھا ؛

غرض یہ حرام و حلال کی قیود نہایت بابرکت اور مفید قیود ہیں۔ جن کی پابندی کرنا اور جنکے دائرہ کے اندر رہ کر اپنی بھوک پیاس بجھانا نسلِ آدم کی ظاہری اور باطنی ترقی کے لئے اور اُن کے معراجِ کمال تک پہنچنے کے لئے از حد ضروری اور لائقِ تقلید اور تجاربِ موجودہ سے بھی صحیح اور درست اصول ہے ؛

مگر افسوس عیسائیت نے جہاں بیسیوں قسم کی ناقص تعلیمات دیں۔ وہاں اس مسئلے کو بھی بیخ و بُن سے اکھاڑ دیا۔ اور کہا کہ سب چیزیں حلال ہیں۔ کوئی بھی حرام نہیں۔ غور کرو۔ کیا انسان بُری چیزوں کے کھانے سے بُرے اخلاق کا وارث نہ ہوگا۔ پھر ہم کیونکر کہیں کہ انجیلی تعلیم اخلاق کو درست کرتی۔ اور انسانی رُوح کو درجۂ کمال تک پہنچاتی ہے۔ حضرت مسیح ناصریؑ فرماتے ہیں :۔

ا "سُنو اور سمجھو۔ جو چیز مُنہ میں جاتی ہے۔ وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی۔" متی ۱۵/۱۱

ب "کیا تمہیں سمجھتے کہ جو کچھ مُنہ میں جاتا ہے۔ وہ پیٹ میں پڑتا اور پاخانے میں نکل جاتا" متی ۱۵/۱۷

ج "کوئی چیز باہر سے آدمی میں داخل ہو کر اُسے ناپاک نہیں کر سکتی" مرقس ۷/۱۵

د "کیا تم نہیں سمجھتے۔ کہ کوئی چیز جو باہر سے آدمی کے اندر جاتی ہے۔ اُسے ناپاک نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ اُسکے دل میں نہیں بلکہ پیٹ میں جاتی ہے اور پاخانے میں نکل جاتی ہے۔ یہ کہکر اُس نے تمام کھانے کی چیزوں کو پاک ٹھیرایا" مرقس ۷/۱۹

اسی طرح حضرت مسیحؑ نے تبلیغی مشنریوں اور واعظوں کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا :۔

س "جس شہر میں داخل ہو۔ اور وہاں کے لوگ تمھیں قبول کریں۔ تو جو کچھ تمھارے سامنے رکھا جائے کھاؤ" لوقا ۱۰/۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گویا جو کچھ لوگ تمہارے سامنے رکھیں۔ بلا روک ٹوک بخوشی اُسے کھا جایا کرو۔ اور یہ مت پوچھو۔ کہ یہ کیا پکا ہے۔ حرام ہے یا حلال۔ مردار ہے یا ذبح کیا ہوا۔ اِسی طرح "پولوس رسول" کہتے ہیں:۔

ط "مجھے معلوم ہے۔ بلکہ خداوند یسوع میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہٖ حرام نہیں۔ لیکن جو اُسکو حرام سمجھتا ہے" رومیوں ۱۴/۱۴

ع "ہر چیز پاک تو ہے مگر اُس آدمی کے لئے بُری ہے۔ جسکو اُسکے کھانے سے ٹھوکر لگتی ہے" رومیوں ۱۴/۲۰

ف "کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملائیگا۔ اگر نہ کھائیں تو ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ اور اگر کھائیں تو کچھ نفع نہیں۔ لیکن ہوشیار رہو۔ ایسا نہو کہ تمہاری یہ آزادی کمزوروں کی ٹھوکر کا باعث ہو جائے" ۱ کرنتھیوں ۸/۸

ق "جو کچھ قصابوں کی دوکانوں میں بکتا ہے وہ کھاؤ اور دینی امتیاز کے سبب کچھ نہ پوچھو" ۱ کرنتھیوں ۱۰/۲۵

ل "اگر بے ایمانوں میں سے کوئی تمہاری دعوت کرے۔ اور تم جانے پر راضی ہو۔ تو جو کچھ تمہارے آگے رکھا جائے۔ اُسے کھاؤ اور دینی امتیاز کے سبب کچھ نہ پوچھو" ۱ کرنتھیوں ۱۰/۲۷

ن "خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے۔ اور کوئی چیز انکار کے لائق نہیں۔ بشرطیکہ شکر گذاری کے ساتھ کھائی جائے۔ اسلئے خدا کے کلام اور دُعا سے پاک ہو جاتی ہے" ۱ تمطاؤس ۴/۴

ی "پاک لوگوں کے لئے سب چیزیں پاک ہیں" طِطُس ۱/۱۵

غور کرو اور دیکھو۔ عیسائیت نے کس طرح حلال و حرام کی تمیز اُٹھا دی۔ گویا ہر چیز پاک اور ہر کھانا روا ہوا۔ صرف وہ چیز جسے انسان کا جی کھانے کو نہ چاہے وہ حرام ہوئی۔ مگر سب کے لئے نہیں۔ بلکہ صرف اُس شخص کے لئے۔ اگر سؤر کھانے پر زید کا جی نہیں چاہتا تو وہ نہ کھائے۔ مگر بکر اگر کھانا چاہے تو وہ بخوشی کھالے۔ اُسکے لئے یہ انجیلی تعلیم کے ماتحت بالکل جائز ہوگا۔ یہ تعلیم ایسی خطرناک تعلیم ثابت ہوئی ہے کہ اسکے نتیجہ میں آج وہ دن نظر آرہا ہے کہ ہمیں نئے عہد نامہ سے ایک بھی ایسی تحریر نہیں مل سکتی۔ جس سے سؤر کی حُرمت ثابت ہو سکتی ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ عیسائی دنیا آجکل بلا دریغ سؤر کو استعمال کرتی ہے۔ اور اسمیں کوئی گناہ محسوس نہیں کرتی۔ حالانکہ مقدسّہ کتب میں صاف لکھا تھا:۔

"سؤر بھی کہ اُسکے کُھر چِرے ہوئے ہیں۔ پر جُگالی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہے۔ تم اُس کا گوشت نہ کھائیو۔ نہ اُسکی لاش کو ہاتھ لگائیو" استثناء ۱۴/۸

اِسی طرح لکھا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ کا روشن پہلو

آجکل ہر فرزانہ خلق و خیر خواہ ہند کا یہ قول ہے کہ ہماری تمام تر بہبودی و ترقی ہندو مُسلم اتحاد پر مبنی ہے مگر اسکے لئے عملی کوشش بہت کم کرتے ہیں۔ تاہم خوشی کی بات ہے کہ ملک میں کچھ خاموش کارکن ہیں جو ایسی تصانیف و خیالات کی اشاعت فرمارہے ہیں جن سے موجودہ تنازعات کا قلع قمع ہوسکے۔ "تاریخ کا روشن پہلو" کے نام سے ایک کتاب ہمارے دیرینہ کرم فرما منشی محمد الدین صاحب فوق نے لکھی ہے جس میں ایسے تاریخی واقعات جمع کردیئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہو کہ اس سے پہلے ہندو مسلمان کیسی آشتی و صلح سے باامن گذارہ کرتے تھے اور ہر وقت ایکدوسرے کے معاون رہتے۔ یہ کتاب ازحد دلچسپ اور مفید ہے اور اسکو پڑھکر معاند سے معاند شخص بھی اچھا اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ضرورت ہے کہ بہی خواہان قوم و ملک اس کتاب کی اشاعت زیادہ سے زیادہ کرکے امن و صلحکاری پھیلائیں اور ہندو مسلمان کو پھر ایک بنائیں جیسا کہ وہ پہلے تھے۔ کتاب کا کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی نہایت عمدہ ہے قیمت صرف ۱۲؍ منگوانے کا پتہ :-

ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل لاہور

البرهان الصريح في ابطال الوهية المسيح

یہ عربی زبان میں مصری ٹائپ کا چھپا ہُوا ایک ۸۴ صفحے کا رسالہ ہے جو مولانا جلال الدین صاحب شمس مبشر احمدیت نے جماعت سوریا و فلسطین کے خرچ پر شائع کیا ہے۔ ماشاءاللہ مولانا شمس کی تحریر دلپذیر۔ کسر صلیب کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ ہماری جماعت کے احباب کو چاہیئے کہ وہ اس کی اشاعت میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں۔

نداءِ عام

صحیح اسلام یعنی احمدیت کی صداقت کے دلائل پر مشتمل۔ یہ دوسرا رسالہ جو فاضل منیر الحصنی احمدی کی طرف سے جماعت احمدیہ دیار عربیہ کے خرچ پر شائع ہُوا۔ خدا تعالیٰ مولانا شمس کی ان مساعی جمیلہ دربارۂ دعوۃ و تبلیغ کو بارآور فرمائے۔

نقشہ نئی و پُرانی آبادی قادیان

مولانا محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے قادیان کی نئی و پُرانی آبادی کا ایک نقشہ چھپوایا ہے جو بالکل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے نقشے کے مطابق ہے اس نقشے کی دو خوبیاں نہایت قابل تعریف ہیں اول یہ کہ منارۃ المسیح کو مرکز قرار دیکر ہر چہار سمتوں کو ٹھیک ٹھیک دکھایا ہے۔ ورنہ آبادی کچھ اس طرح پر ہے کہ عام طور سے معلوم نہیں ہوتا یہ کس رخ پر ہے۔ دوم ہر ہزار فٹ کے فاصلہ پر گول دائرے ڈال دیئے ہیں جس سے ہر مکان و اراضی کا محل وقوع و فاصلہ معلوم ہوسکتا ہے تمام نئے محلوں میں قطعات کے نمبر ہیں۔ جو اشتہار فروخت اراضی کے چھپتے رہتے ہیں اس نقشے کو دیکھنے سے معلوم ہوسکیگا کہ وہ کہاں موجود ہے۔ نقشہ ۸ر پر کتاب گھر سے مل سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر ایس کے برمن کی

تارا ٹریڈ مارک رجسٹرڈ

سخت امراض کی مُجرّب پیٹنٹ دوائیں

خون صاف کرنیکی مشہور دوا

خون سے ہی انسان کی زندگی ہے۔ اِسلیئے خون کو ہمیشہ صاف رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ہمارا یہ سالسہ معمولی سالسوں سے کہیں زیادہ زود اثر ہے۔ اگر گرمی گٹھیا یا پارہ ملی ہوئی دوا دین سے خون بگڑ گیا ہو تو اس سالسہ کا استعمال کریں خون صاف کرنے کے لیئے یہ لاثانی دوا ہے۔

قیمت ایک بوتل دو روپیہ چار آنہ (۲ٍ/۴) محصول ڈاک وغیرہ گیارہ آنہ (۱۱/)

ڈابر مکر دھوج

خالص سونے کا کشتہ جو بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہے

اس جوہر لاثانی کو قریب قریب ہر خاص و عام جانتے ہیں اسکے برابر مختلف بیماریوں کے لئے مفید و مجرّب کشتہ دوسرا نہیں ہے حالت تندرستی میں استعمال کرنے سے عمر دراز ہوتی ہے۔ اور ضعیفی میں مثل آبِ حیات کے کام دیتی ہے۔

ہمارے کیمیا خانہ میں بڑی محنت و مشقت کے ساتھ موجودہ سائنس کے مطابق تیار کیا جاتا ہے ہر اہل خاندان کو یہ کشتہ اپنے گھر میں رکھنا چاہیئے۔

قیمت ۷ خوراک کا چودہ آنہ (۱۴/) ڈاک محصول چھ آنہ (۶/)

نوٹ:۔ ہماری دوائیں ہر جگہ بکتی ہیں اپنے شہر میں خریدنے سے وقت و ڈاک خرچ کی بچت ہوگی +

صیغہ نمبر (۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:۔ شیخ محمد وارث رحمت علی سوداگران گورداسپور